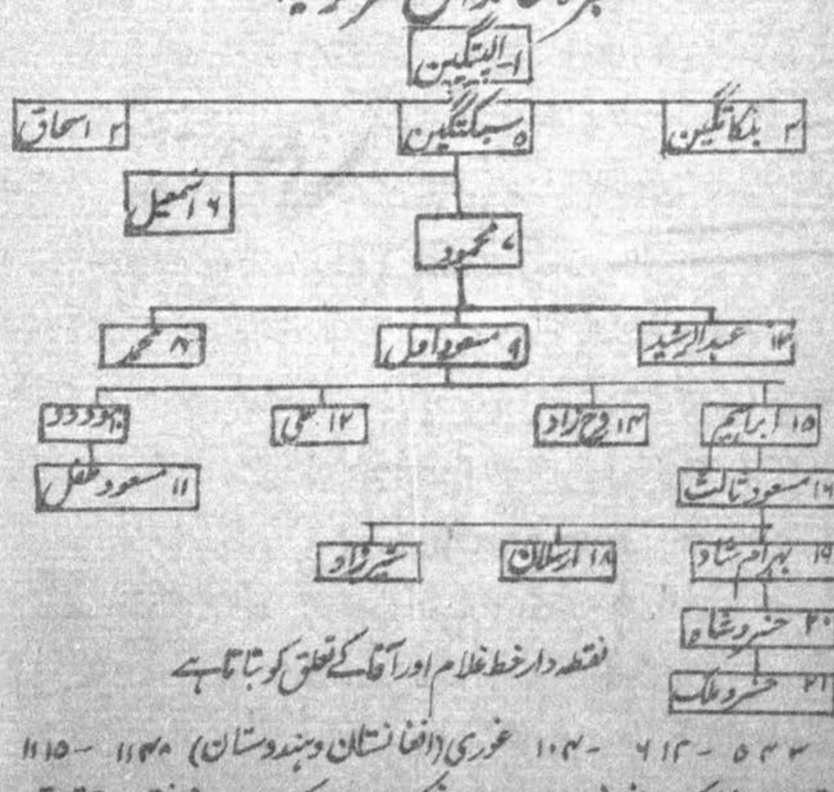
کرنے سے بڑے خوش ہوتے تھے چنانچہ سلطان عبدالملک نے اپنے غلام الپتگین کو خراسان میں اپنی سپاہ کا سپہ سالار مقرر کیا لیکن جب عبدالملک نے اس دنیا سے رحلت کی تو الپتگین اپنے منصب عالی سے محروم کیا گیا وہ ناراض ہو کر ۳۵۱ھ میں شہر غزنی میں چلا آیا۔ جو کوہستان سلیمان کے مرکز میں واقع تھا۔ الپتگین کا غلام سبکتگین تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا داماد بھی تھا اُس نے دولت غزنویہ کو قائم کر دیا اور اُسنے اپنی سلطنت کو دونو طرف ہندوستان میں راجپوتوں کو شکست دیکر پشاور میں اپنی حکومت قایم کی اور ایران میں خراسان کو چھین لیا۔

سبکتگین کا بیٹا سلطان محمود تو ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کی تاریخ کا سرتاج ہے۔ اس کے بارہ حملے ہندوستان پر مشہور ہیں تاریخ میں سلطان محمود کا حال مفصل پڑھو گے کہ اسنے اپنی سلطنت لاہور سے سمرقند اور اصفہان تک قائم کر لی۔ بہر کیف ۵۸۲ھ ۱۱۸۶ء میں سلطنت غزنویہ غوریوں کے ہاتھ لگی

شجرہ خاندان غزنویہ

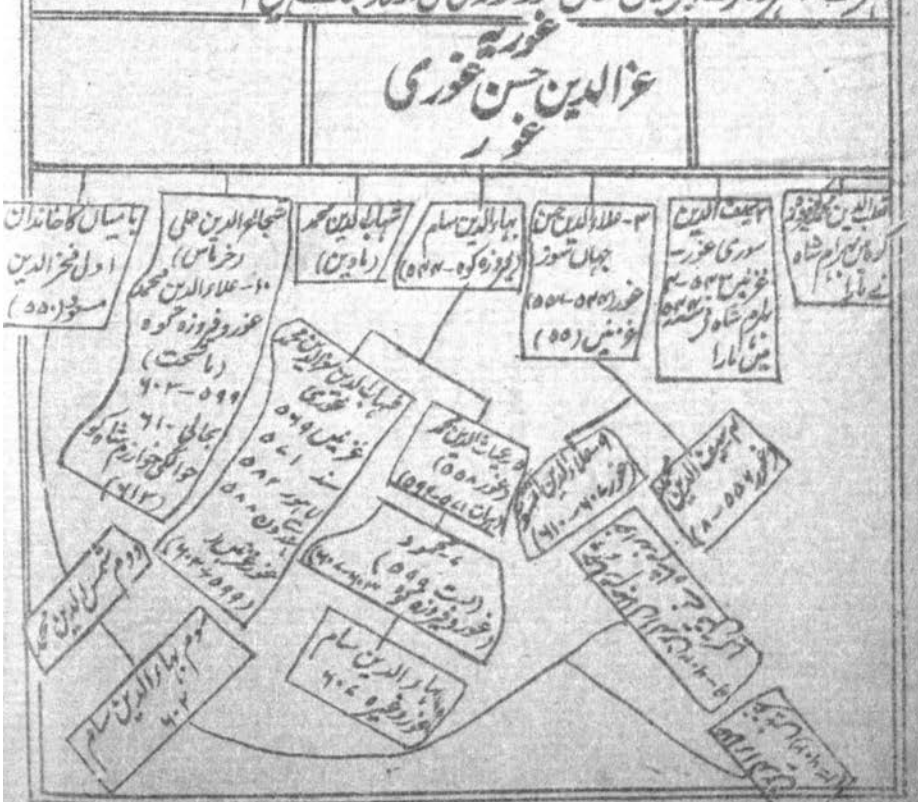


۵۴۳ - ۶۱۲ - ۱۰۴ غوری (افغانستان و ہندوستان) ۱۱۴۸ - ۱۱۱۵

مدتوں سے غور کا کوہستانی ضلع جو ہرات اور غزنی کے درمیان تھا ایک ریاست خودمختار چلی آتی تھی اور

فیروز کوہ اُسکی دارالریاست تھی محمود غزنوی نے ۱۰۱۰ء میں اس ریاست کو جسوقت خاندان محمد بن سوری
اس میں حکومت کرتا تھا فتح کرلیا۔ اسی سردار کی اولاد میں تھے دولت غزنویہ کی طرف سے فیروز کوہ
اور بامیان میں حکمران مقرر ہوتے تھے جب بہرام شاہ غزنوی نے اس خاندان میں سے اپنے داماد قطب الدین محمد
کو قتل کروادیا تو اُسکے بھائی سیف الدین سوری حاکم غور نے انتقام لیا اور ۱۱۴۸ء میں غزنی کو تسخیر
کرلیا۔ مگر آئندہ سال میں بہرام شاہ پھر داخل ہوا اور اُسنے سیف الدین کو قتل کر ڈالا۔ مگر اس وحشیانہ قتل نے
ایک دفعہ غزنی پر قیامت برپا کی کہ اُسکے بھائی علاءالدین جہاں سوز نے شہر غزنی کو تباہ اور جلا کر خاک سیاہ
کردیا۔ اس شہر کو جلا بھون کر وہ غور میں آیا۔ کچھ دنوں خراسان میں سلطان سنجر سلجوقی کی قید میں رہا
اور ۱۱۶۱ء میں مرگیا اس وقت بدنظمی پھیل رہی تھی غز خان ترکمان افغانستان کو پامال کر رہا تھا
اور اسنے دونو غزنی والوں اور غوریوں کی حکومت کو اٹھا دیا تھا۔ غز خاں تو یہاں سے ایران کو گیا
علاءالدین جہاں سوز کے دو بھتیجوں نے دولت غوریہ کو پھر قائم کر دیا۔ بڑا انمیں غیاث الدین
بن سام تھا اُسنے ۱۱۷۳ء میں غز سے غزنیں لے لیا اور دو برس بعد ہرات کو اپنی مملکت میں شامل
کرلیا غرض وہ اپنی زندگی میں اپنے خاندان کی کل مملکت پر بادشاہ رہا اور ۱۲۰۲ء میں اس جہان سے
رخصت ہوا۔ اسکا چھوٹا بھائی شہاب الدین جسکو معزالدین بھی کہتے ہیں جسکا عرف محمد غوری ہے
وہ اس مملکت کا بادشاہ ہوا اور اُسنے اپنی سلطنت کو وسعت دی اپنے سلجوقیوں سے خراسان کا
ایک حصہ چھین لیا اور پھر ہندوستان پر حملوں کا سلسلہ باندھ دیا ۱۱۷۶ء میں سندھ و ملتان کو فتح کرلیا۔
یہاں کے لوگ غزنی حاکموں کی سلطنت کے سبب سے مسلمانوں کی سلطنت سے آشنا ہو گئے خاندان غزنویہ
کو محکوم کیا جو بھاگ کر آخر کو ۱۱۸۶ء میں لاہور میں آرہے تھے پھر اُسنے اجمیر کے راجہ پرتھوی ناتھ چوہان
سے لڑائی کی۔ مگر ۱۱۹۱ء کی لڑائی میں اسکا بڑا نقصان ہوا۔ سال آئندہ میں تھانیسر کے میدان میں
اس راجہ کو شکست فاحش دی۔ اس میں راجہ پرتھی راج اور ۱۵۰ راجہ جو ہندوستان کی حفاظت کے
لیے جمع ہوئے تھے مارے گئے اس فتح سے سارے شمالی ہندوستان کو مسلمانوں کا محکوم بنا دیا ۱۱۹۴ء میں
قنوج فتح ہوا اور محمد غوری کے سپہ سالار نے گوالیار۔ بندیل کھنڈ۔ بہار۔ بنگال بعد ایک دوسرے
کے فتح کرلئے۔ اول دفعہ تھی کہ کل ہندوستان مسلمانوں کا کم و بیش مطیع ہو گیا +

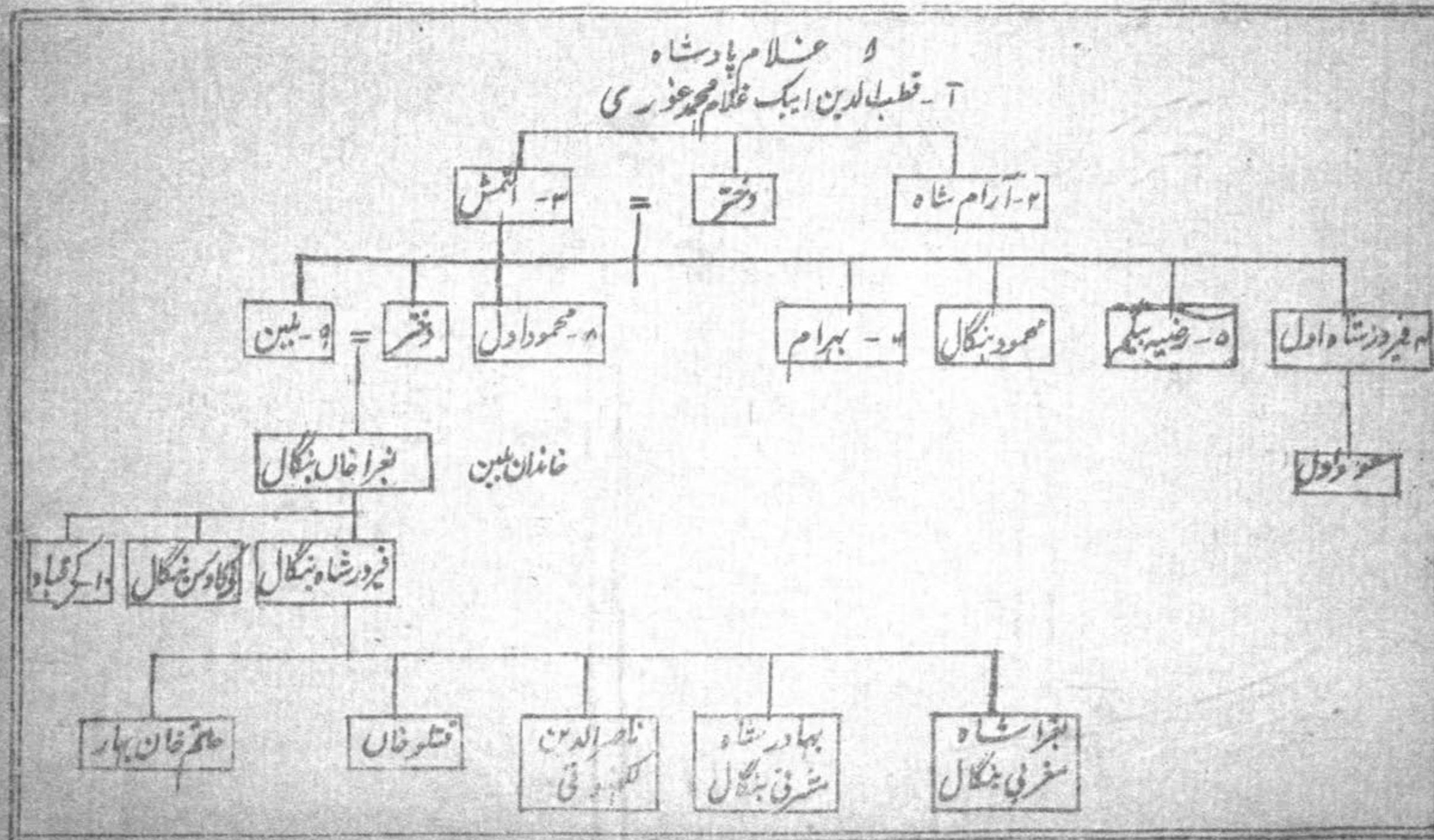
جب تک محمد غوری کا بھائی غیاث الدین زندہ رہا وہ اُسکا نائب خادار اور خیر خواہ رہا جب
۵۹۹ھ ۱۲۰۳ء میں اسنے انتقال کیا تو اسکا جانشین ہوا اول کام اسکا یہ تھا کہ وہ خوارزم شاہ سے اپنی سلطنت
کو بچائے خوارزم شاہ نے ایران کو فتح کر لیا تھا اور افغانستان کی طرف وہ بزور دخل کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ اِسکے
حملہ آوری میں محمد غوری کو ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء میں گھکروں نے قتل کر ڈالا پھر اُسکے خاندان میں بہت دنوں تک سلطنت
نہیں باقی رہی اسکا بھتیجا محمود اس سلطنت عظیم میں کہ چچا نے پیدا کی تھی سلطان ہوا ترکی غلام جو محمد غوری
کی سلطنت میں سپہ سالار تھے وہ خود مختار اور آزاد ہو گئے۔ غلام بادشاہوں میں اول مسلمان بادشاہ ہندوستان
کا قطب الدین ایبک دہلی میں ہوا۔ سندھ میں ناصر الدین قباچہ حکومت کرنے لگا غزنی میں یلدز خاں
سلطنت کرتا تھا جو غوریوں کے برائے نام سلطان فیروزہ کوہ میں ہوتے تھے وہ فقط مغربی افغانستان میں
غور اور ہرات پر حکومت کرتے تھے کچھ حصہ خراسان کا بھی اُنکے پاس تھا۔ ۶۱۲ھ ۱۲۱۵ء میں خوارزم شاہ نے
ان بلاد سے بھی غوریوں کا نکال دیا بعد تو کچھ بعد اس خاندان نے اپنی موروثی سلطنت کا کچھ حصہ پھر لے لیا
ہرات کے شاہزادہ کرت اپنے تئیں سلطان محمود غوری کی اولاد سے بتاتے ہیں +



۶۰۲ - ۹۶۲ - ۱۰۵ سلاطین دہلی ہندوستان ۱۲۰۶ - ۱۵۵۴

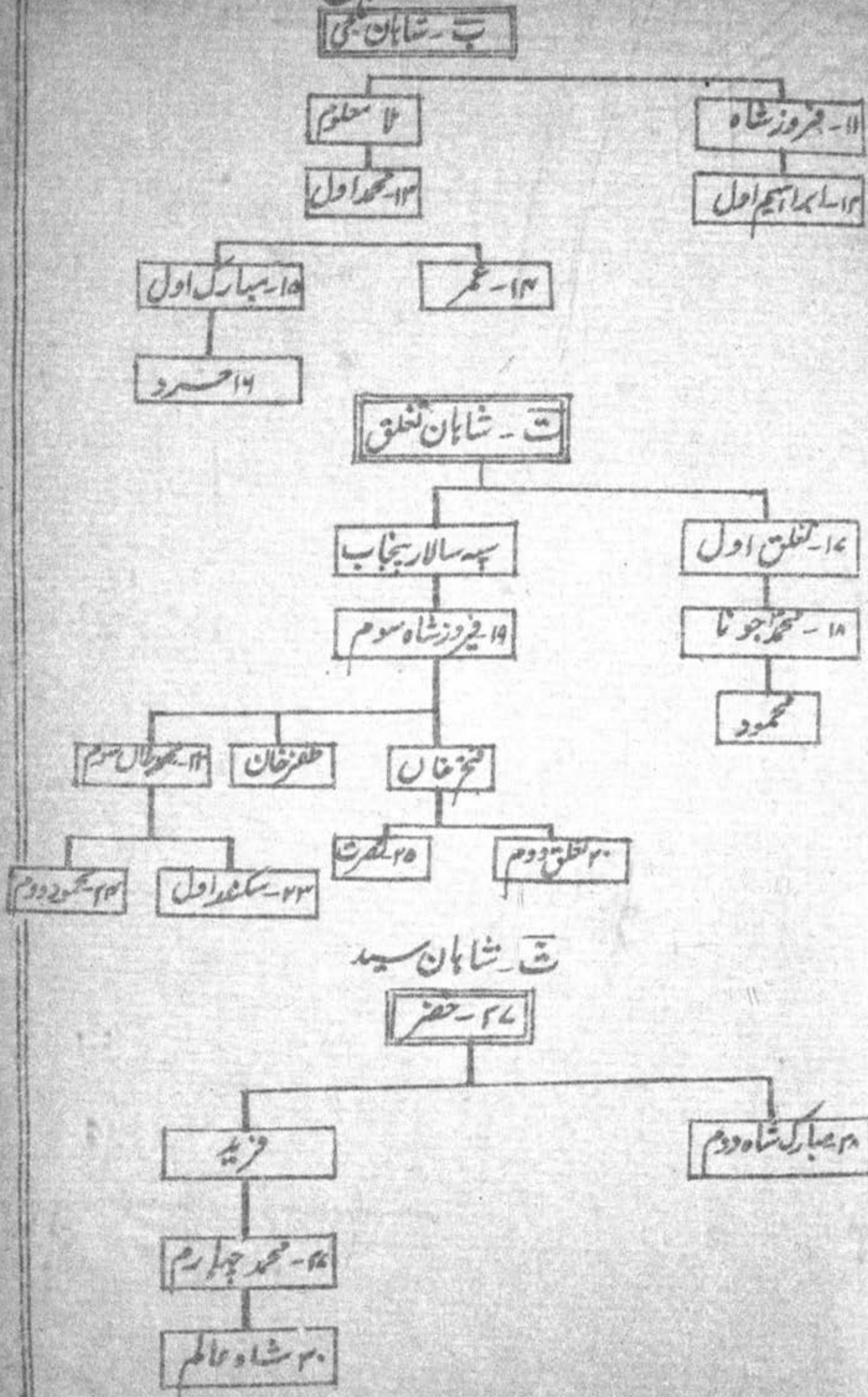
چونکہ تمام سلاطین کا حال مفصل تاریخ میں بیان کیا گیا ہے اسلئے یہاں فقط بادشاہوں کے نام اور انکی تخت نشینی کے سنہ لکھے ہیں

	ا غلام بادشاہ		۷۹۱	ابوبکر شاہ	۱۳۸۸
ہجری سنہ	نام بادشاہ	سنہ عیسوی	۷۹۲	محمد شاہ سوم	۱۳۸۹
۶۰۲	قطب الدین ایبک	۱۲۰۶	۷۹۵	سکندر شاہ اول	۱۳۹۲
۶۰۷	آرام شاہ	۱۲۱۰	۷۹۵	محمود شاہ دوم	۱۳۹۲
۶۰۷	شمس الدین التمش	۱۲۱۰	۷۹۷	نصرت شاہ (وقفہ)	۱۳۹۴
۶۳۳	رکن الدین فیروز شاہ اول	۱۲۳۵	۸۰۲	محمود ثانی بحال ہوا	۱۳۹۹
۶۳۴	رضیہ بیگم	۱۲۳۶	۸۱۵	دولت خاں لودی	۱۴۱۲
۶۳۷	معز الدین بہرام شاہ	۱۲۳۹		ث سید بادشاہ	
۶۳۹	علاء الدین مسعود شاہ	۱۲۴۱	۸۱۷	خضر خاں	۱۴۱۴
۶۴۴	ناصر الدین محمود شاہ	۱۲۴۶	۸۲۴	معز الدین مبارک شاہ دوم	۱۴۲۱
۶۶۴	غیاث الدین بلبن	۱۲۶۵	۸۳۷	محمد شاہ چہارم	۱۴۳۳
۶۸۶	معز الدین کیقباد	۱۲۸۷	۸۴۷	عالم شاہ	۱۴۴۳
	ب خلجی بادشاہ			ج لودی بادشاہ	
۶۸۹	جلال الدین فیروز شاہ دوم	۱۲۹۰	۸۵۵	بہلول لودی	۱۴۵۱
۶۹۵	رکن الدین ابراہیم شاہ	۱۲۹۵	۸۹۴	سکندر شاہ دوم بہلول	۱۴۸۸
۷۱۵	علاء الدین محمد شاہ	۱۲۹۵	۹۲۳	ابراہیم بن سکندر	۱۵۱۷
۷۱۵	شہاب الدین عمر بادشاہ	۱۳۱۵	۹۳۰	حملہ بابر	۱۵۲۶
۷۱۶	قطب الدین مبارک شاہ	۱۳۱۶		ح افغان بادشاہ	
۷۲۰	ناصر الدین خسرو شاہ	۱۳۲۰	۹۴۶	شیر شاہ	۱۵۳۹
	ت تغلق بادشاہ		۹۵۲	اسلام شاہ	۱۵۴۵
۷۲۰	غیاث الدین تغلق شاہ	۱۳۲۰	۹۶۰	عادل شاہ محمد	۱۵۵۲
۷۲۵	محمد دوم بن تغلق	۱۳۲۴	۹۶۱	ابراہیم سور	۱۵۵۳
۷۵۲	فیروز شاہ سوم	۱۳۵۱	۹۶۲	سکندر شاہ سور	۱۵۵۴
۷۹۰	تغلق شاہ دوم	۱۳۸۸			

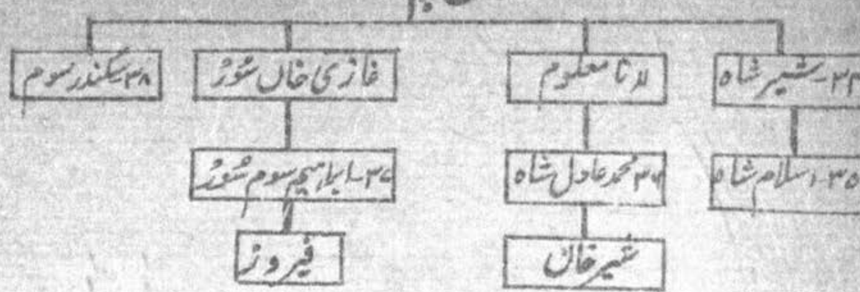


۱ غلام پادشاہ
آ۔ قطب الدین ایبک غلام محمد غوری
۲۔ آرام شاہ
دختر
۳۔ التمش
۴۔ فیروز شاہ اول
۵۔ رضیہ بیگم
محمود بنگال
۷۔ بہرام
۸۔ محمود اول
دختر
۹۔ بلبن
محمود اول
خاندان بلبن
بغرا خاں بنگال
فیروز شاہ بنگال
کیکاؤس بنگال
۱۰۔ کیقباد
بغرا شاہ
مغربی بنگال
بہادر شاہ
مشرقی بنگال
ناصر الدین
لکھنوتی
قتلو خاں
حاتم خان بہار

هندوستان


ب - شاہان خلجی
۱۱- فیروز شاہ
نا معلوم
۱۲- ابراہیم اول
۱۳- محمد اول
۱۴- عمر
۱۵- مبارک اول
۱۶ خسرو
ت - شاہان تغلق
۱۷- تغلق اول
سپہ سالار پنجاب
۱۸- محمد جونا
۱۹ فیروز شاہ سوم
محمود
فتح خان
ظفر خان
۲۲- محمد شاہ سوم
۲۰ تغلق دوم
۲۵ نصرت
۲۳- سکندر اول
۲۴ محمود دوم
ث - شاہان سید
۲۷- خضر
۲۸ مبارک شاہ دوم
فرید
۲۹- محمد چہارم
۳۰ شاہ عالم

افغان بادشاہ



ہندوستان کے صوبوں میں چھوٹی بادشاہی کی

محمد تغلق کی سلطنت میں سارا ہندوستان داخل تھا۔ بنگالہ اور اضلاع دکن بھی اسمیں شامل تھے اسکی موت سے پہلے دو کے اضلاع نے خودمختاری اختیار کی تھی اور پندرھویں صدی کا آغاز ہی تھا کہ اسکی مملکت کا بڑا حصہ سوا ہندو راجاؤں کے سات مسلمانی خاندانوں کے تصرف میں تھا۔

سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۵۹۹ - ۹۸۴	آحکام اور بادشاہ بنگال	۱۲۰۳ - ۱۵۷۶
۷۹۶ - ۹۰۵	۲-جونپور کے شاہان شرقی	۱۳۹۴ - ۱۵۰۰
۸۰۴ - ۹۳۷	۳-شاہان مالوہ	۱۴۰۱ - ۱۵۳۰
۷۹۹ - ۹۸۰	۴-شاہان گجرات	۱۳۹۶ - ۱۵۷۲
۷۳۵ - ۹۹۵	۵-شاہان کشمیر	۱۳۳۴ - ۱۵۸۷
۸۰۱ - ۱۰۰۸	۶-خاندیس کے شاہان فاروقی	۱۳۹۹ - ۱۵۹۹
۷۴۸ - ۹۳۳	۷-گلبرگہ کے شاہان بہمنہ	۱۳۴۷ - ۱۵۲۶

جب شاہان بہمنہ کا زوال آیا تو اُن کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس طرح تقسیم ہوئی

سنہ ہجری		سنہ عیسوی
۸۹۰ - ۹۸۰	۸-عماد شاہیہ برار	۱۴۸۴ - ۱۵۷۲
۸۹۶ - ۱۰۰۴	۹-نظام شاہیہ احمد نگر	۱۴۹۰ - ۱۵۹۵
۸۹۰ - ۱۰۱۸	۱۰-برید شاہیہ بیدر	۱۴۹۲ - ۱۶۰۹
۸۹۵ - ۱۰۹۷	۱۱-عادل شاہیہ بیجاپور	۱۴۸۹ - ۱۶۸۶
۹۱۸ - ۱۰۹۸	۱۲-قطب شاہیہ گولکنڈہ	۱۵۱۲ - ۱۶۸۷

اکبر نے دکن میں ہندو راجاؤں کے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اورنگ زیب نے ان مسلمانوں کی مملکتوں کو اپنی سلطنت میں داخل کر لیا۔

بنگال کے حاکم اور بادشاہ ۔ ۵۹۹ - ۹۸۴ - ۱۰۶ ۔ ۱۲۰۳ - ۱۵۷۶

بنگال کا اول فتح کرنے والا اور حاکم بختیار تھا۔ اسوقت جو صوبہ بنگال ہے زیادہ تر اسکا ایک حصہ اسنے اپنی دار السلطنت لکھنوتی کے گرد فتح کیا تھا۔ تیرہویں صدی کے پہلے حصہ میں ستار گاؤں سات گاؤں کو مسلمانوں نے اپنے حاکموں کے رہنے کے لئے دار الخلافت مقرر کیا۔
فیروز آباد (پنڈوہ) تین صوبوں کا دار الحکومت ۸۵۴ھ / ۱۴۴۶ تک رہا۔ اسکے بعد پھر دار الحکومت لکھنوتی پر منتقل ہوا جسکا نام پہلے پہل گور مشہور ہوا اور وہ ۹۷۲ھ / ۱۵۶۴ تک دار الحکومت رہا۔ پھر اسکے بعد ٹانڈہ دار الحکومت مقرر ہوا۔ بعض اوقات بنگال کے حاکموں کے ماتحت بہار رہتا تھا اور کبھی کبھی چاٹگام (چٹ گام) اور اوڑیسہ بھی انکے زیر فرمان رہتے تھے جب شاہان دہلی کی قوت و قدرت میں ضعف آتا تو حاکمان بنگالہ خود مختاری اختیار کرتے اور بعض حاکموں کے خاندان بادشاہی حاصل کر لیتے۔ بنگال میں ہمایوں ۹۴۶-۹۴۵ھ میں تھا مگر جب ۹۴۶ھ / ۱۵۳۹ میں شیر شاہ نے شکست دی تو پھر حاکم مقرر ہونے شروع ہوئے اور ۹۶۲ھ میں پھر وہ آزاد و خود مختار ہوکر بادشاہ بن بیٹھے شہنشاہ اکبر نے بہار کو ۹۸۱ھ میں فتح کیا اور ۹۸۴ھ / ۱۵۷۶ سے سلاطین مغلیہ کا تسلط پورا ہو گیا۔

۱- حاکمان بنگالہ

محمد بختیار خاں خلجی	۵۹۹ / ۱۲۰۲	عزالدین طغرل طوغان خان	۶۳۱ / ۱۲۳۳
عزالدین محمد شیران	۶۰۲ / ۱۲۰۵	قمرالدین تمر خاں قران	۶۴۳ / ۱۲۴۴
علاء الدین مردان	۶۰۵ / ۱۲۰۸	اختیار الدین مغیث الدین یوزبک	۶۴۴ / ۱۲۴۶
غیاث الدین عوض	۶۰۸ / ۱۲۱۱	جلال الدین مسعود ملک جانی	۶۵۶ / ۱۲۵۸
ناصر الدین محمود	۶۲۴ / ۱۲۲۶	عزالدین بلبن	۶۵۷ / ۱۲۵۸
علاء الدین جانی	۶۲۷ / ۱۲۲۹	محمد ارسلان تاتار خاں	۶۵۹ / ۱۲۶۰
سیف الدین ایبک	۶۲۷ / ۱۲۲۹	شیر خاں	

امین خان	یہ بعہد حاکم سلطان تغلق شاہ دہلی کے خاندان کی ہیں
مغیث الدین تغلق طغرل ۶۷۷ / ۱۲۷۸	ناصر الدین ۷۲۳ – ۶ / ۱۳۲۳ – ۵
ناصر الدین بغرا خاں ۶۸۱ / ۱۲۸۲	بہادر شاہ بہرام کے ساتھ مشرقی بنگال ہجری ۷۲۵ – ۳ / ۱۳۲۴ – ۳۰
رکن الدین کیکاؤس ۶۹۱ / ۱۲۹۱	بہرام شاہ تنہا ۷۳۱ – ۹ / ۱۳۳۰ – ۸
شمس الدین فیروز شاہ ۷۰۲ / ۱۳۰۲	قدر خاں لکھنوتی ۷۳۶ – ۴۰ / ۱۳۳۵ – ۳۹
شہاب الدین بغرا شاہ مغربی بنگال ۷۱۸ / ۱۳۱۸	عز الدین اعظم الملک سنار گاؤں ۷۳۴ – ۴۰ / ۱۳۳۴ – ۳۹
غیاث الدین بہادر شاہ مشرقی بنگال ۷۱۰ / ۱۳۱۰	
تمام بنگال ۷۱۹ / ۱۳۱۹	

۷۳۹ – ۹۸۴	ب شاہان بنگال	۱۳۳۸ – ۱۵۷۶
۷۳۹ – ۵۰	فخر الدین مبارک شاہ مشرقی بنگال	۱۳۳۸ – ۴۹
۷۵۰ – ۳	اختیار الدین غازی شاہ مشرقی بنگال	۱۳۴۹ – ۵۲
۷۴۰ – ۶	علاء الدین علی شاہ مغربی بنگال	۱۳۳۹ – ۴۵

خاندان الیاس

۷۴۰ – ۶	شمس الدین الیاس شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۳۹ – ۴۵
۷۴۶	(مغربی بنگال)	۱۳۴۵
۷۵۳ – ۹	تمام بنگال	۱۳۵۲ – ۸۹
۷۵۹ – ۹۲	سکندر شاہ اول بن الیاس ۷۴	
۷۹۲ –	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر نے سرکشی کی اور سلطنت کی	۱۳۸۹
۷۹۹	سیف الدین حمزہ شاہ بن اعظم	۱۳۹۶
۸۰۹	شمس الدین احمد شاہ بن محمد	۱۴۳۱

راجہ کنس کا خاندان

۸۱۲	شہاب الدین بایزید شاہ (راجہ کنس کے ساتھ)	۱۴۰۹
۸۱۷	جلال الدین محمد شاہ بن راجہ کنس	۱۴۱۴

۸۳۵	شمس الدین احمد شاہ بن محمد شاہ	۱۴۳۱
	خاندان الیاس بہر بحال ہوا	
۸۴۶	نصیر الدین محمد شاہ	۱۴۴۲
۸۶۴	رکن الدین باربک شاہ	۱۴۵۹
۸۷۹	شمس الدین یوسف شاہ بن باربک	۱۴۷۴
۸۸۶	سکندر شاہ دوم بن یوسف	۱۴۸۱
۸۸۶	جلال الدین فتح شاہ بن محمود اول	۱۴۸۱
	شاہان حبشی	
۸۹۲	سلطان شہزاد باربک	۱۴۸۶
۸۹۲	سیف الدین فیروز شاہ	۱۴۸۶
۸۹۵	ناصر الدین محمد شاہ دوم بن فتح شاہ خاندان الیاس	۱۴۸۹
۸۹۶	شمس الدین ابو نصر مظفر شاہ	۱۴۹۰
	خاندان حسین شاہ	
۸۹۹	علاء الدین حسین شاہ	۱۴۹۳
۹۲۵	ناصر الدین نصرت شاہ بن حسین	۱۵۱۸
۹۳۹	علاء الدین فیروز شاہ دوم بن نصرت	۱۵۳۲
۹۳۹	غیاث الدین محمد شاہ سوم بن حسین کچھ حصہ پر فرماں روا	۱۵۳۸–۱۵۳۲
۹۴۵	ہمایوں کی فتح	۱۵۳۸
	خاندان محمد افغان مشہور	
۹۶۰	شمس الدین محمد غازی شاہ سور	۱۵۵۲
۹۶۲	بہادر شاہ (خضر) محمد غازی شاہ سور	۱۵۵۴
۹۶۸	غیاث الدین جلال شاہ بن محمد غازی خاں سور	۱۵۶۰
۹۷۱	اوپر کے بادشاہ کا بیٹا	۱۵۶۳

خاندان سلیمان قرارانی (کرانی)

۹۷۱ سلیمان خان قرارانی (بہار و بنگال) ۱۵۶۳

۹۸۰ بایزید شاہ بن سلیمان ۱۵۷۲

۹۸۰ داؤد شاہ بن سلیمان ۱۵۷۲

۹۸۴ شاہان مغلیہ ۱۵۷۶

۷۹۶ - ۹۰۵ - ۱۰۷ مشرقی شاہان (جونپور) ۱۳۹۴ - ۱۵۰۰

شاہان شرقی

تغلق کے گھرانے میں سلطان محمود کا وزیر خواجہ جہاں تہا - وہ اپنی بادشاہ صغیر سن کو چھوڑ کر جونپور میں چلا آیا اور یہاں جا اپنی خودمختار سلطنت قائم کی - اُسنے اور اُسکے جانشینوں نے بہار اودھ قنوج - بہراج اور کچھہ دور ملک تک خوب سلطنت کی - انکی عمدہ یادگاریں اس امر کی شہادت دیتی ہیں اور شاہان دہلی سے جو اُنکی آقا تھے خوب لڑائیاں لڑتے - شاہان دہلی اور شاہان مالوہ نے دو دفعہ انکا محاصرہ کیا ۱۴۷۶ء میں اور بعض کے نزدیک ۱۴۷۹ء میں سکندر بن بہلول نے جونپور کو فتح کر کے دہلی میں شامل کر لیا - مگر حسین شاہ مخرج جو والبتہ تھی اُنھوں نے کئی برسوں تک پہر اُسکے آزاد کر کے بحال کرنے میں کوشش کی +

سنہ ہجری

۷۹۶ خواجہ جہاں ۱۳۹۴

۸۰۲ مبارک شاہ ۱۳۹۹

۸۰۳ شمس الدین ابراہیم شاہ شرقی بن مبارک شاہ ۱۴۰۰

۸۴۴ محمود شاہ بن ابراہیم شاہ ۱۴۴۰

۸۶۱ محمود شاہ بشراکت اپنے باپ محمود ۱۴۵۸

۹۰۵ بنگال کو بھاگا ۱۴۸۰ مر گیا (۱۵۰۹) ۱۵۰۰ بعد ازاں سلاطین دہلی کی سلطنت شروع ہوئی

۸۰۴ - ۹۳۷ شاہان مالوہ ۱۴۰۱ - ۱۵۳۰

مالوہ راجپوتوں کی قدیمی سلطنت تھی انہنے مسلمانوں کے حملوں کا بہت دنوں تک مقابلہ کیا - یہاں کے

رجپوتوں کا خاندان بڑا مشہور اور نامور تھا اور انکا دار السلطنت اجین تھا جو علم و فضل و ہنر میں اپنا نظیر ہندوستان میں نہیں رکھتا تھا - تین سو برس تک لڑتے رہے مگر آخر کو سلطان بلبن نے اُسے فتح کر لیا - اُسکی قدرتی حدود یہ تھیں جنوب میں دریاء نربدا شمال میں دریاء چنبل اور مغرب و مشرق میں گجرات اور بندیل کھنڈ - شاہان خلجی کے عہد میں اس میں ہوشنگ آباد - اجمیر - رنتھنبو اور ایلچپور بھی داخل تھے اور کبھی کبھی وہ چیتوڑ سے بھی زبردستی خراج لیتا تھا - اس میں مسلمانوں کی دار السلطنت مانڈو تھی جسکی بنیاد ہوشنگ غوری نے رکھی تھی - وہ ایک مرتفع زمین پر واقع ہے اور پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے اس میں محل اور مساجد بڑی رفیع الشان اور عظیم البنیان بنے ہوئے ہیں — اس میں دو مسلمانوں کے خاندانوں نے سلطنت کی ہے ایک خاندان کا بانی اول دلاور خاں تھا جسکو دہلی کے بادشاہ نے وہاں حاکم مقرر کیا تھا - اس خاندان میں فقط اُسنے اور اسکے بیٹے اور پوتے نے سلطنت کی دوسرے خاندان کا بانی اول محمود خلجی تھا جو دلاور خاں کے پوتے کا وزیر تھا - اس خاندان کا جب زوال آگیا کہ ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء میں ہمسایہ میں شاہ گجرات نے مالوہ اپنی سلطنت میں شامل کر لیا - اسکے ساتھ مالوہ کے حاکم ہمیشہ لڑائیاں لڑتے رہے - خلجیوں کی قوم جنگجو تھی اور وہ مالوہ کے ہتیاروں کو شمال میں دہلی کے دروازہ تک لے گئی تھی اور جنوب میں بیدر تک - چتوڑ اور چندیری کے رجپوتوں سے ہمیشہ انکا عناد و فساد رہا +

اول غوری

سنہ ہجری		
	دلاور خاں غوری	۱۴۰۱
۸۰۸	ہوشنگ کرامت خان بن دلاور خاں	۱۴۰۵
۸۳۸	محمد غزنی خاں بن ہوشنگ	۱۴۳۴

دوم خلجی

۸۳۹	محمود شاہ اول خلجی	۱۴۳۵
۸۸۰	غیاث شاہ بن محمود	۱۴۷۵
۹۰۶	ناصر شاہ بن غیاث	۱۵۰۰
۹۱۶	محمود دوم بن ناصر	۱۵۱۰
۹۳۷	شاہان گجرات	۱۵۳۰

شاہان کشمیر

عالم کے مشہور ملکوں میں کشمیر بھی ہے اسکا مفصل حال ہماری تاریخ میں آئیگا۔ شاہان کشمیر کے خاندان کا بانی اول شاہ مرزا کشمیر کے راجہ کا وزیر تھا اُسنے اپنے تئیں بادشاہ بنایا اور اپنا خطاب شمس الدین رکھا اور سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کرایا اسکے بعد اسکا بیٹا شاہ جمشید تخت نشین ہوا۔

شاہان کشمیر

شمس الدین
شاہ جمشید
سلطان علاء الدین
سلطان شہاب الدین شیر اسالک
سلطان قطب الدین ہندال
سکندر بت شکن
علی شاہ
سلطان زین العابدین
ان بادشاہوں کے سنہ جلوس اچھی طرح نہیں معلوم

شاہ حیدر حاجی خاں
شاہ حسن
محمد شاہ
فتح شاہ
ابراہیم شاہ
نازک شاہ
شمس الدین بن محمد شاہ
اسمعیل شاہ
حبیب شاہ
غازی شاہ
حسین شاہ
علی شاہ
یوسف شاہ
سلطنت مغلیہ

۷۹۹ - ۹۸۰ ۱۰۹ شاہان گجرات ۱۳۹۶ - ۱۵۷۲

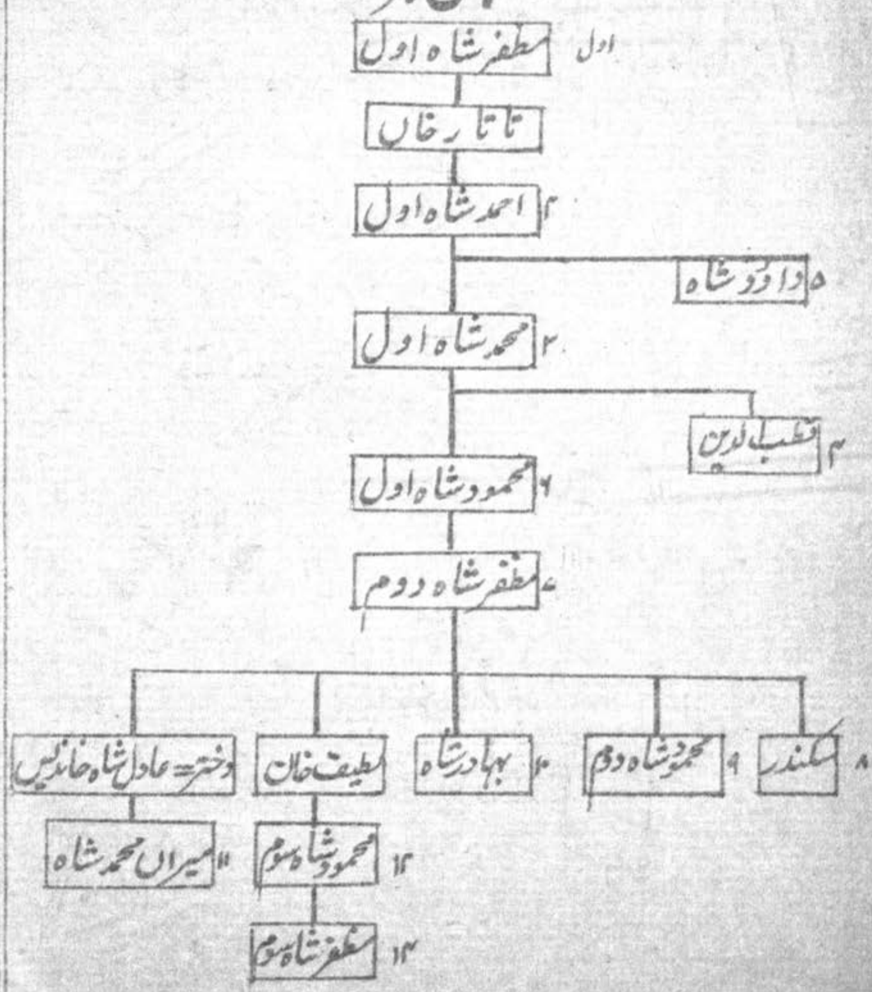
گجرات ایسی ایک ملک دشوار گذار بلاد تھی کہ وہ مسلمانوں کے حملوں سے مدت تک بچی رہی صحراؤں اور پہاڑوں سے جو ارولی اور سندھ سے ساحل کو ملاتے ہیں اس سے وہ گھری ہوئی تھی کہ اسپر حملہ کرنا سوا سمندر کی طرف کے دشوار تھا۔ تیرہویں صدی کے آخر میں سلطان علاء الدین نے اسکو فتح کر کے مسلمانوں کی سلطنت کا ایک صوبہ بنایا۔

چودھویں صدی کی آخر میں پھر وہ خود مختار ہو گئی مگر اسکے فرمانروا بجائے ہندوؤں کے مسلمان تھے۔ ظفر خاں پہلے رجپوت تھا پھر مسلمان ہو گیا وہ ۷۹۳ھ میں گجرات کا حاکم مقرر ہوا وہ ۷۹۹ھ ۱۳۹۶ میں خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اُس کو چاروں طرف سے رجپوت راجاؤں اور وحشی اقوام بھیل نے گھیر رکھا تھا یہ دونوں اُسکے دشمن تھے اُسکے پاس فقط پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان ایک چھوٹی سی سرزمین تھی زیادہ تر اس میں ساحل بحر سورت تک تھا۔ اسنے ایدر اور دیو کو فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسعت دی جھالور تک تاخت و تاراج کی اور ۱۴۰۱ء میں کچھ مدت کے لیے مالوہ پر تسلط کیا اسکا قائم مقام احمد شاہ اول ہوا اُسنے احمد آباد کو آباد کیا جو اس خاندان کا دار السلطنت ہوا اور سلاطین مغلیہ کے صوبہ کا صدر مقام اب بھی وہ نہایت عمدہ شہر ہے۔ محمود شاہ اول نے مالوہ اور خاندیس سے اپنے خاندان کی طرف سے لڑائیاں لڑا اور جوناگڈھ کے قلعے کو کاٹھیاواڑ میں اور چمپانیر کو اپنی سلطنت میں اضافہ کیا اور ایک بڑا بیڑا بنا کے جزائر کے بحری قزاقوں کو ٹھیک بنایا اور پرتگیزوں پر حملہ کیا۔ بہادر شاہ نے مالوہ کو فتح کر لیا اور پرتگیزوں کو اجازت دیدی کہ وہ دیو میں اپنی کوٹھی بنالیں۔ پرتگیزوں ہی کے ہاتھوں سے اسکی موت آئی۔ اس سلطنت کا زوال اسطرح آیا کہ اُسکی سلطنت میں باہم نفاق ہوا اور بادشاہ اُنکے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی بن گئے آخر کار ۹۸۰ھ ۱۵۷۲ میں شہنشاہ اکبر نے گجرات کو فتح کر کے اسمیں امن قائم کر دیا

۷۹۹	ظفر خاں مظفر شاہ اول	۱۳۹۶
۸۱۴	احمد شاہ اول	۱۴۱۱
۸۴۶	محمد شاہ	۱۴۴۳
۸۵۵	قطب الدین	۱۴۵۱
۸۶۳	داؤد شاہ	۱۴۵۸
۸۶۳	محمد شاہ اول بیکر	۱۴۵۸
۹۱۷	مظفر شاہ دوم	۱۵۱۱
۹۳۲	سکندر شاہ	۱۵۲۵
۹۳۲	ناصر خاں محمود دوم	۱۵۲۵
۹۳۲	بہادر شاہ	۱۵۲۶

٩٤٣	میران محمد شاہ فاروقی (خاندیس)	١٥٣٦
٩٤٤	محمود شاہ سوم	١٥٣٧
٩٦١	احمد شاہ دوم	١٥٥٣
٩٦٩	حبیب مظفر شاہ سوم	١٥٦١
٩٨٠	سلاطین مغلیہ	١٥٧٢

شاہان گجرات



شاہان خاندیس ۸۰۱ - ۱۰۰۸ ۱۳۹۹ - ۱۵۹۹

خاندیس میں اول مسلمان حاکم ناصر خاں تھا جسنے شاہان دہلی سے اپنا تعلق چھوڑا اور خود مختار آزاد و فرمانروا بنا اور اپنے تئیں فاروقی یعنی حضرت عمر کی اولاد میں بتلایا۔ شاہان گجرات سے رشتہ مصاہرت کیا تھا۔ خاندیس جس میں وادی زیرین تاپتی بھی داخل ہے اور گجرات کی سلطنت کے درمیان ایک جنگل کا حلقہ حد فاصل تھا۔ قلعہ اسیر گڈھ کے پاس برہان پور کو آباد کر کے دار السلطنت اُسنے بنایا۔ شہنشاہ اکبر نے ۱۵۶۲ء میں برہان پور کو فتح کرلیا اور یہاں کے بادشاہ کو باج گزار بنایا۔ مگر ۱۰۰۸ھ / ۱۵۹۹ء میں قلعہ اسیر گڈھ فتح ہوا ہے تو خاندیس پوری طرح سے سلطنت مغلیہ میں شامل ہوا ہے۔ اسیر گڈھ چھ مہینے کے محاصرہ میں فتح ہوا ہے۔

۷۷۲	ملک رجا	۱۳۷۰
۸۰۱	ناصر خاں	۱۳۹۹
۸۴۱	میراں عادل خاں اول	۱۴۳۷
۸۴۴	میراں مبارک اول	۱۴۴۱
۸۶۱	عادل خاں دوم	۱۴۵۷
۹۰۹	داؤد خاں	۱۵۰۳
۹۱۶	عادل خاں سوم	۱۵۱۰
۹۲۶	میراں محمد شاہ اول	۱۵۲۰
۹۴۲	میراں مبارک دوم	۱۵۳۵
۹۷۴	میران محمد دوم	۱۵۶۶
۹۸۴	علی خاں	۱۵۷۶
۱۰۰۵	بہادر شاہ	۱۵۹۶
۱۰۰۸	سلاطین مغلیہ	۱۵۹۹

دکن

۷۴۵ - ۹۳۳ - ۱۱۱ شاہان بہمنیہ ۱۳۴۷ - ۱۵۲۶

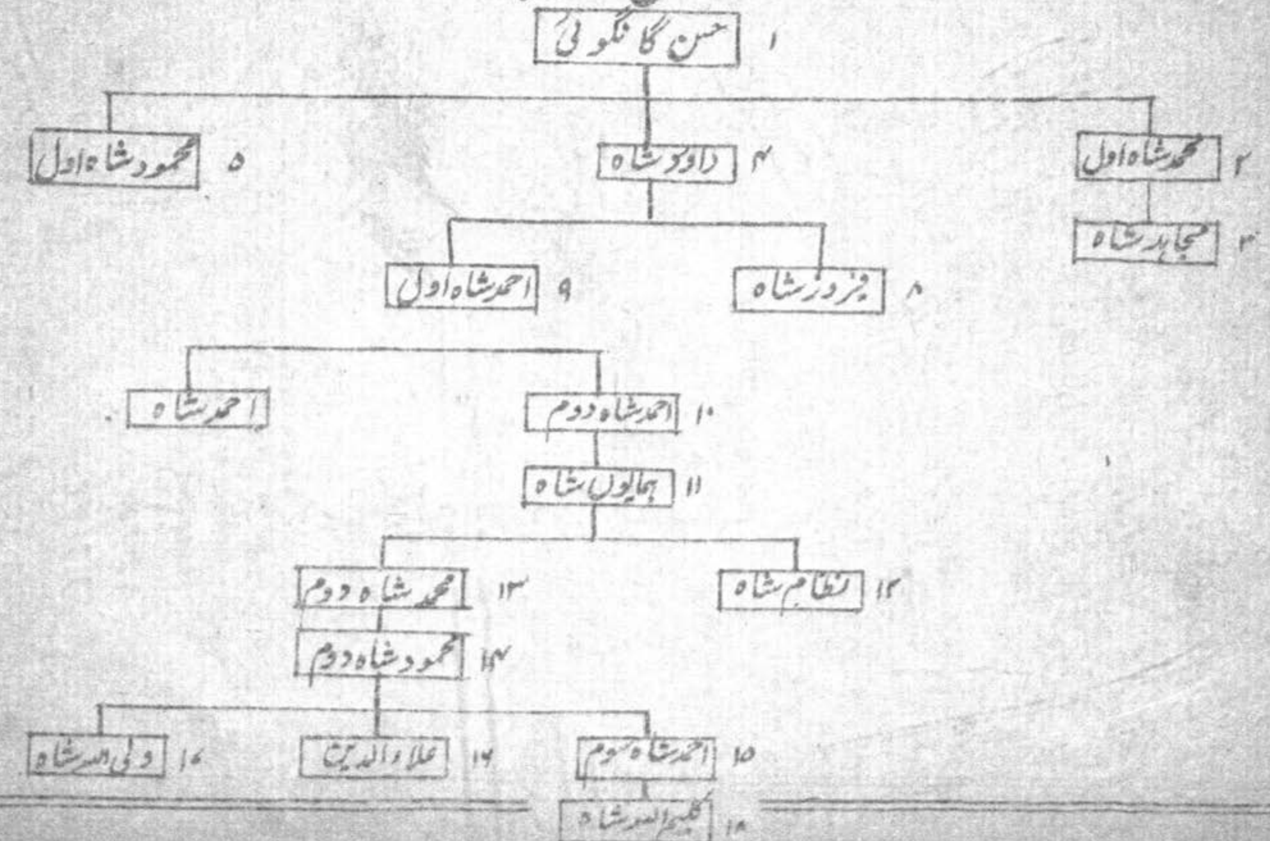
شاہان گلبرگہ وغیرہ

دکن کا کچھ حصہ سلطان علاء الدین خلجی نے فتح کیا تھا ۱۲۹۴ء میں اُس نے دیوگیری اور ایلچ پور کو فتح کر کے ایک نیا صوبہ کوہستان ست پڑہ کے جنوب میں بنایا تھا محمد بن تغلق نے اس دکنی صوبہ کو زیادہ وسعت دی ۱۳۲۳ء میں تلنگانہ پر حملہ کیا اور کچھ دنوں دیوگیری کا نام دولت آباد رکھ کر اپنی سلطنت کا دار السلطنت بنایا جب اسکی سلطنت میں بہت سی بغاوتیں و فساد برپا ہوئے تو سب سے اول یہ صوبہ دکن آزاد ہوا ۱۳۴۷ء سے تقریباً دو سو برس تک شاہان بہمنیہ گلبرگہ - ورنگل - بیدر نے دریا کشنا سے اوپر نصف شمالی دکن پر اپنا تسلط رکھا - بانی اس خاندان کا حسن گانگوئی تھا جو دہلی کے ایک برہمن کا ملازم تھا - سلاطین تغلق کے عہد میں وہ بلند پایہ اور اعلیٰ درجہ پر پہونچا اور اُس کو ظفر خاں کا خطاب ملا جب دکن میں محمد بن تغلق کے عہد میں بغاوت برپا ہوئی تو باغیوں کا سرغنہ حسن تھا - جسنے بادشاہی سپاہ کو دکن سے بالکل خارج کر دیا - اور گلبرگہ میں تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اپنا لقب علاء الدین حسن گانگوئی بہمنی رکھا - اسکی سلطنت شمال میں برار کی طرف اور مشرق میں تلنگانہ میں پھیلی اور جنوبی مغربی حدیں اسکی دریائے کشنا اور سمندر پر قائم ہوئیں اس میں زیادہ تر نظام حیدرآباد کا ملک علاوہ حاطہ بمبئی کا ملک جو سورت کے جنوب میں ہے شامل تھا - سوا اسکے تلنگانہ اور بیجا نگر کے راجاؤں سے بزور شمشیر خراج لیتا تھا - علاء الدین احمد دوئم نے کونکن کو تسخیر کیا - اور ہمسایہ کے شاہان خاندیس اور گجرات کو شکستیں دیں ۱۴۷۱ء میں محمد شاہ دوم نے اڑیسہ پر لشکر کشی کی - اور کنجی ورم کو لے لیا - اور جنوب میں لجہ بیل گاؤں سے لڑا - غرض شاہان بہمنیہ کی حکومت سمندر سے سمندر تک وسیع جنوب میں بھی جب سلطنت میں ملک بڑھا تو اُس کی ضرورت ہوئی کہ وہ صوبوں میں تقسیم ہو اور ان صوبوں کی تقسیم نے اس وسیع سلطنت کو ٹکڑے کر دئے اور

ٹکڑے میں ایک جدا خود مختار فرماں روا بن بیٹھا یوسف عادل شاہ جو محمد شاہ دوم کا فتحیاب سپہ سالار تھا وہ صوبہ جدید بیجاپور میں خود مختار حکمراں ہو گیا نظام الملک نے جونیر کو جدا کر لیا عماد الملک برار میں بادشاہ بن گیا۔ جب سلطنت سے یہ صوبے نکل گئے تو باقی ملک میں سلطنت باقی نہ رہی اور خاندان بہمنیہ کا جو سب کا مربی تھا خاتمہ ہوا۔ برار میں عماد شاہ۔ احمد نگر میں نظام شاہ بیدر میں برید شاہ۔ بیجاپور میں عادل شاہ۔ گولکنڈہ میں قطب شاہ بادشاہ بن گئے اور مملکت بہمنیہ انھیں میں تقسیم ہو گئی

۷۴۸	حسن گانگوئی علاء الدین ظفر خان	۱۳۴۷
۷۵۹	محمد شاہ اول	۱۳۵۸
۷۷۶	مجاہد شاہ	۱۳۷۵
۷۸۰	داؤد شاہ	۱۳۷۸
۷۸۰	محمود شاہ اول	۱۳۷۸
۷۹۹	غیاث الدین	۱۳۹۷
۷۹۹	شمس الدین	۱۳۹۷
۸۰۰	تاج الدین فیروز شاہ	۱۳۹۷
۸۲۵	احمد شاہ اول	۱۴۲۱
۸۳۸	علاء الدین احمد شاہ دوم	۱۴۳۵
۸۶۲	علاء الدین ہمایوں شاہ	۱۴۵۷
۸۶۵	نظام شاہ	۱۴۶۱
۸۶۷	محمد شاہ دوم	۱۴۶۳
۸۸۷	محمود شاہ دوم	۱۴۸۲
۹۲۴	احمد شاہ سوم	۱۵۱۸
۹۲۷	علاء الدین شاہ	۱۵۲۰
۹۲۹	ولی اللہ شاہ	۱۵۲۳
۹۳۲	کلیم اللہ شاہ	۱۵۲۵
۹[illegible]	خاندان دکن	۱۵۲۶

بہمن گانگوئی



۸۹۰ - ۹۸۰ - ۱۱۲ عماد شاہیہ برار ۱۴۸۴ - ۱۵۷۲

۸۹۰	فتح اللہ	۱۴۸۴
۹۱۰	علاء الدین	۱۵۰۴
۹۳۶	دریا شاہ	۱۵۲۹
۹۶۸	برہان شاہ	۱۵۶۰
۹۷۶	تو فال (غاصب)	۱۵۶۸
۹۸۰		۱۵۷۲

نظام شاہیہ احمد نگر

۸۹۶	احمد شاہ اول بن نظام شاہ	۱۴۹۰
۹۱۴	برہان شاہ اول	۱۵۰۸
۹۶۱	حسین شاہ	۱۵۵۴
۹۷۳	مرتضےٰ شاہ	۱۵۶۵
۹۹۶	میراں حسین شاہ	۱۵۸۸
۹۹۷	اسمٰعیل	۱۵۸۹
۹۹۹	برہان شاہ دوم	۱۵۹۰
۱۰۰۳	ابراہیم شاہ	۱۵۹۴
۱۰۰۴	احمد شاہ دوم	۱۵۹۴
۱۰۰۴	بہادر شاہ	۱۵۹۵

سلاطین مغلیہ

مرتضیٰ دوم برائے نام بادشاہ ۱۵۹۸-۱۶۰۷ء میں سارا اختیار ملک عنبر کے ہاتھ میں تھا۔

۸۹۷ - ۱۰۱۸ - ۱۱۴ - برید شاہیہ بیدر ۱۴۹۲ - ۱۶۰۹

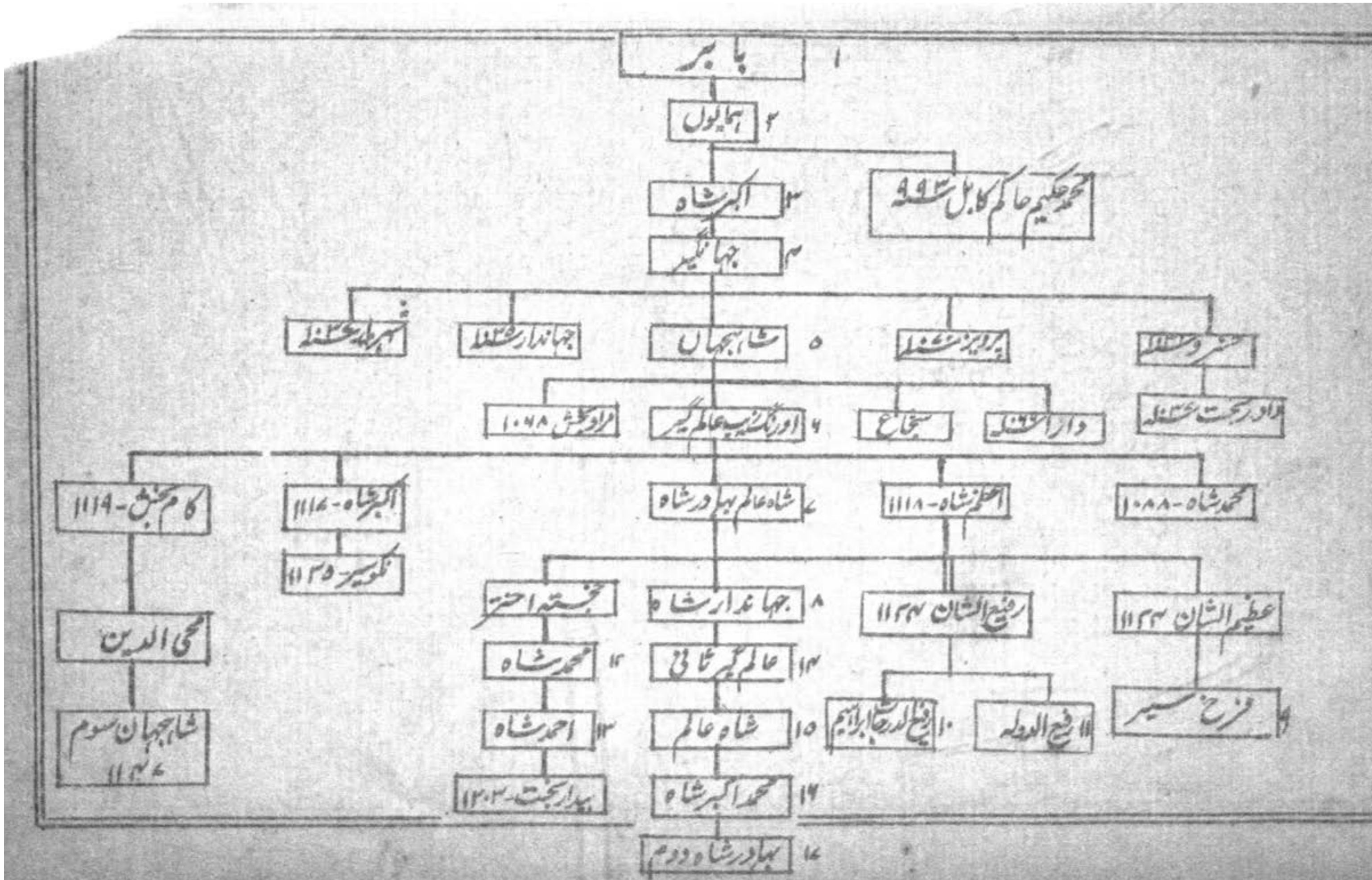
۸۹۷	قاسم شاہ اول	۱۴۹۲
۹۱۰	امیر شاہ اول	۱۵۰۴
۹۴۵	علی شاہ	۱۵۴۹
۹۹۰	ابراہیم شاہ	۱۵۶۲

۹۹۷	قاسم شاہ دوم	۱۵۶۹
۱۰۰۰	مرزا علی شاہ	۱۵۹۲
۱۰۱۸	امیر شاہ دوم	۱۶۰۹
۸۹۵ - ۱۰۹۷ - ۱۱۵	عادل شاہیہ بیجاپور	۱۴۸۹ - ۱۶۸۶
۸۹۵	یوسف عادل شاہ	۱۴۸۹
۹۱۶	اسمٰعیل شاہ	۱۵۱۱
۹۴۱	ملو شاہ	۱۵۳۴
۹۴۱	ابراہیم عادل شاہ اول	۱۵۳۵
۹۶۵	علی عادل شاہ	۱۵۵۷
۹۸۷	ابراہیم عادل شاہ دوم	۱۵۷۹
۱۰۳۵	محمد شاہ	۱۶۲۶
۱۰۷۰	علی شاہ دوم	۱۶۶۰
۱۰۹۷	سلاطین مغلیہ	۱۶۸۶
۹۱۸ - ۱۰۹۸ - ۱۱۶	قطب شاہیہ گولکنڈہ	۱۵۱۲ — ۱۶۸۷
۹۱۸	سلطان قلی	۱۵۱۲
۹۵۰	جمشید	۱۵۴۳
۹۵۷	سبحان قلی	۱۵۵۰
۹۵۷	ابراہیم شاہ	۱۵۵۰
۹۸۹	محمد قلی	۱۵۸۱
۱۰۲۰	عبداللہ شاہ	۱۶۱۱
۱۰۸۳	ابو الحسن	۱۶۷۲
۱۰۹۸	سلاطین مغلیہ	۱۶۸۷
۹۳۲ - ۱۲۷۵ - ۱۱۷	سلاطین مغلیہ	۱۵۲۵ - ۱۸۵۷

ہم مغلوں کی سلطنت کا حال مفصل تاریخ میں لکھینگے یہاں فقط فہرست انکے سنہ جلوس وغیرہ اور شجرہ لکھہ دیتے ہیں

۹۳۲	ظہیر الدین بابر شاہ	۱۵۲۶
۹۳۷	ناصر الدین ہمایوں شاہ	۱۵۳۰

۹۶۳	جلال الدین اکبر شاہ	۱۵۵۶
۱۰۱۴	نور الدین جہانگیر شاہ	۱۶۰۵
۱۰۳۷	داور بخش	۱۶۲۷-۸
۱۰۳۷	شہاب الدین شاہجہان	۱۶۲۸
۱۰۶۸	مراد بخش گجرات میں	۱۶۵۸
۱۰۶۸	شجاع بنگالہ میں	۱۶۵۸-۶۰
۱۰۶۹	محی الدین اورنگزیب عالمگیر	۱۶۵۹
۱۱۱۸	اعظم شاہ	۱۷۰۷
۱۱۱۹-۲۰	کام بخش	۱۷۰۸
۱۱۱۹	قطب الدین شاہ عالم بہادر شاہ	۱۷۰۷
۱۱۲۴	معظم الدین جہاندار شاہ	۱۷۱۲
۱۱۲۴	فرخ سیر	۱۷۱۳
۱۱۳۱	شمس الدین رفیع الدرجات	۱۷۱۹
۱۱۳۱	رفیع الدولہ شاہجہاں دوم	۱۷۱۹
۱۱۳۱	نکوسیر	۱۷۱۹
۱۱۳۲	ابراہیم	۱۷۲۰
۱۱۳۱	ناصر الدین محمد شاہ	۱۷۱۹
۱۱۶۱	احمد شاہ	۱۷۴۸
۱۱۶۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی	۱۷۵۴
۱۱۷۳-۴	شاہجہاں سوم	۱۷۵۹-۶۰
۱۱۷۳	جلال الدین شاہ عالم	۱۷۵۹
۱۲۰۳	بیدار بخت	۱۷۸۸
۱۲۲۱	محمد اکبر شاہ دوم	۱۸۰۶
۱۲۵۳	بہادر شاہ	۱۸۳۷
۱۲۷۵	سلطنت انگلشیہ	۱۸۵۷



1 بابر
2 ہمایوں
3 اکبر شاہ
محمد حکیم حاکم کابل ۹۹۳ھ
4 جہانگیر
خسرو
پرویز
5 شاہجہان
جہاندار
شہریار
داور بخش
دارا شکوہ
شجاع
6 اورنگزیب عالمگیر
مراد بخش ۱۰۶۸
محمد شاہ ۱۰۸۸
اعظم شاہ ۱۱۱۸
7 شاہ عالم بہادر شاہ
اکبر شاہ ۱۱۱۶
نکوسیر ۱۱۳۵
کام بخش ۱۱۱۹
عظیم الشان ۱۱۲۴
رفیع الشان ۱۱۲۴
8 جہاندار شاہ
خجستہ اختر
9 فرخ سیر
11 رفیع الدولہ
10 رفیع الدرجات ابراہیم
12 محمد شاہ
13 احمد شاہ
14 عالمگیر ثانی
15 شاہ عالم
16 محمد اکبر شاہ
17 بہادر شاہ دوم
بیدار بخت ۱۲۰۳
محی الدین
شاہجہان سوم ۱۱۷۳

۱۱۶۰ - ۱۳۱۱ ایران افغانستان ۱۷۴۷ - ۱۸۹۳

افغانستان میں جب سے کہ خاندان غوریہ کا زوال آیا تو پھر بھی خود اس کے اپنے فرمانروا ہونے موقوف ہوئے اور وہ کسی سلطنت عظیم کا ایک صوبہ رہا۔ کبھی وہ ایران کا شاہان ایل خاں کے عہد میں صوبہ بنا کبھی ہندوستان کا شاہان تیموریہ کے عہد میں صوبہ رہا۔ ان سلطنتوں میں کبھی کبھی وہ پورا صوبہ بنتا تھا مگر اکثر اس میں منقسم رہتا تھا۔ شاہان مغلیہ کی سلطنت میں کابل و قندہار اکثر رہتے تھے۔ اورنگ زیب کے مرنے کے بعد ایران سے ہرات متعلق ہو گیا ہرات اس حال میں مستثنیٰ رہا کہ افغان کسی سلطنت عظیم کا صوبہ بنتا تھا۔ اس میں کرت خود مختار حکومت کرتے تھے نادر شاہ شاہ ایران نے کابل اور قندہار کو لے لیا۔ ۱۷۴۷ء میں وہ قتل کیا گیا تو افغانوں نے ارادہ کیا کہ ایران کی اطاعت سے آزادی حاصل کیجئے۔ احمد شاہ کو جو ابدالی یا درانی قوم کا سردار تھا اپنا بادشاہ بنایا اور جمال خاں جو بارک زئی قوم کا سردار تھا وزارت دی اور ایک صدی تک اس میں یہ انتظام جاری رہا کہ بادشاہ درانی ہو اور وزیر بارک زئی ہو۔ احمد شاہ نے کل افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ ہرات اور خراسان کو فتح کر لیا اور کئی دفعہ ہندوستان پر حملہ کیا اور کچھ دنوں دہلی میں رہا۔ کشمیر۔ سندھ اور پنجاب کے ایک حصہ کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ مگر ہندوستان میں جو مملکت اس کے پاس تھی وہ سکھوں نے اس سے چھین لی۔ اٹھارہویں صدی کے ختم ہونے سے پہلے پنجاب کے مالک سکھ ہو گئے۔ احمد شاہ کے پوتے زماں شاہ نے قوم بارک زئی کے آدمی بہت مار ڈالے اُن کے قتل ہونے سے بارک زئی کا تنزل نہیں ہوا بلکہ اور زیادہ انکا عروج ہوا۔ مصرع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + انکے اختیارات محمود شاہ کی سلطنت اور شاہ شجاع کی آیندہ سلطنت میں بہت بڑھ گئے۔ بہت دفعہ درانیوں نے کوشش کی کہ بارک زئی کو زیر کریں اور ان کی قدرت اور اختیار کو گھٹائیں مگر جب ۱۸۱۸ء میں فتح خان بارک زئی کو اندھا کر کے قتل کیا ہے گویا وہ درانی خاندان کے ادبار کے آثار تھے کچھ دنوں بدنظمی کے بعد دوست محمد خان فتح خاں کا بھائی تخت سلطنت پر بیٹھا وہ اول افغانستان کا امیر بارک زئی تھا۔ افغانستان زمانہ حال کی تاریخ ۱۸۲۶ء سے شروع سمجھنی چاہیے۔ جب درانیوں کی سلطنت ختم ہوئی

تو ایرانیوں نے ہرات اپنے زور سے دبا یا۔ جب احمد شاہ درانی نے ہرات کو فتح کیا ہی تو اس
شہر میں بہت افغان شاہزادے رہتے تھے اور وہ کبھی شاہ کابل کی اطاعت برائے نام کرتے تھے
۱۸۱۶ء میں ایرانیوں نے ہرات پر حملہ کیا جسکو فتح خاں بارک زئی نے پرے ہٹا دیا۔ ہرات کو
کلید ہند کہتے ہیں ۱۸۳۷ء میں روسیوں کی تحریک سے پھر شاہ ایران نے ہرات پر حملہ کیا۔ دس مہینہ
تک اسکا محاصرہ رکھا مگر ایلڈرڈ پوٹنجر صاحب نے اس محاصرہ کا مقابلہ ایسی خوبی و بہادری و
جواںمردی سے کیا ۱۸۳۸ء میں ایرانیوں کو پس پا کیا۔ شاہ شجاع درانیوں کا معزول شاہ کابل
برٹش گورنمنٹ کے پاس آیا جسکی تخت نشینی کے لئے برٹش گورنمنٹ نے افغانستان پر ۱۸۳۹-۴۲ء میں
فوج کشی کی اور شاہ شجاع کو تخت پر بٹھایا۔ اور سر ولیم میکناٹن کابل میں برٹش رزیڈنٹ مقرر
ہوئے۔ دوست محمد خاں نے اپنے تئیں حوالہ کر دیا اور چپ چاپ رہا۔ مگر اسکا بیٹا اکبر خاں
بارک زئی قوم کو ساتھ لیکر مقابلہ کرتا رہا ۱۸۴۱ء میں میکناٹن صاحب۔ برنس صاحب مارے گئے
اور سولہ ہزار سپاہ انگریزی میں صرف ایک آدمی بچا جس نے سب کے قتل ہونے کے حال سے
مطلع کیا۔ پالک صاحب نے ۱۸۴۲ء میں اس قتل کا انتقام لیا۔ پھر اس زمانہ سے افغان اپنے ملک کے
آپ منتظم و حاکم ہوئے۔ دوست محمد خاں نے ۱۸۶۳ء میں اس دنیا سے رحلت کی۔ بعد ازاں اسکے
بیٹوں اور پوتوں میں تخت نشینی کے لئے جھگڑے ہوتے رہے۔ پھر برٹش گورنمنٹ نے اپنا
رزیڈنٹ کابل میں مقرر کرنا چاہا کہ وہ روسیوں کے دخل کو افغانستان میں روکے جسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ ۱۸۷۹ء میں امیر شیر علی خاں معزول ہوا۔ کیوگناری جو رزیڈنٹ مقرر ہوا تھا قتل کیا گیا
اور جنرل سٹورٹ اور جنرل رابرٹس صاحب نے فوج کشی کی سب کا انجام یہ ہوا کہ امیر عبدالرحمن خاں
کل افغانستان کا امیر ہوا۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اسکا اتحاد ہے اور وہ اسکی بڑی حامی و
مددگار ہے اور دوستانہ سالانہ روپیہ بھی اُس کو دیتی ہے +

باب سوم

ملک سندھ کی تاریخ اور اسکے تاریخی افسانے اُس زمانہ تک کہ اس کا سلسلہ خلافت سے انقطاع ہوا

سندھ ایک ملک کا نام بھی ہے اور ایک دریا کا نام بھی ہے جسکو انگریز انڈس کہتے ہیں ہندو ٹنک چینی سن تاؤ اور ایک نام اسکا اباسین ہے جسکا لفظی ترجمہ دریاؤں کا باپ ہے۔ وہ مان سرور جھیل کے شمالی برفستانی پہاڑوں کی چوٹی کیلاس کی ڈھلان سے سنگ یاب (دہن شیر) سے نکلتا ہے اور ۲۰۰۰ میل بہ کر بحر عرب میں جا ملتا ہے اور ۲۷۰۰۰۰ مربع میل زمین کے پانی کا نکاس اُس میں ہوتا ہے۔ پس اس سرزمین کے مختلف حصوں کا نام مختلف زبانوں میں ملک سندھ رہا ہے۔ قدیم ملک سندھ کا جغرافیہ اب اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ اسلئے کہ جو شہر پہلے اُس میں آباد تھے وہ ایسے برباد ہو گئے ہیں کہ انمیں سے بعض کا نشان سارے ملک کی خاک چھانئے تو نہیں ملتا بعض کے کھنڈر و ڈھیر موجود ہیں تو وہ اپنے نام بتانے میں گونگے ہیں اشاروں سے جو اپنے نام بتاتے ہیں وہ سمجھ میں نہیں آتے بعض کے ناموں کی تحریف ایسی ہو گئی ہے کہ وہ حال کے شہروں کے ناموں سے کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ گو دریا اور پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ٹلے ہوں مگر انکے نام کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں محققین جغرافیہ جو انکے ناموں کے مطابقت بتاتے ہیں وہ قیاسی ہوتی ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ ابن حوقل کی کتاب الممالک والمسالک سے ایک نقشہ کی نقل اُتار کر اس کتاب میں درج کرتے ہیں اس میں کُل ملک سندھ اور اُس کے مضافات اور کچھ حصے ہند و توران و بدھ کے ملکوں کے کھینچے ہوئے ہیں اسکی ساری مشرقی سرحد پر بحر فارس ہے مغربی حد پر کرمان و سجستان اور اسکے متعلقات۔ شمالی سرحد پر بلاد ہند جنوب میں وہ صحرا ہے جو مکران اور ان پہاڑوں کے درمیان ہے جس کے پرے ساحل بحر فارس ہے۔ اس نقشہ سے تم پر عیاں ہے کہ کرمان و سجستان سے جو ملک ایران کے بلاد ہیں ملک سندھ کی سرحد ملی ہوئی ہے پس جب سنہ ھ کی اندر ملک ایران پر اہل عرب کا تسلط ہو گیا اسلئے انکو کرمان اور سجستان پر بھی قبضہ رکھنا ضرور پڑا اس طرح ملک سندھ سے

ان کی سلطنت کا ڈانڈا مینڈا آن ملا اور اہل عرب کے حملے ملک سندھ پر شروع ہوئے۔ مگر ہم پہلے اسکے کہ ملک سندھ پر اہل اسلام کی حملہ آوری اور فتحیابی کا بیان کریں۔ ملک سندھ کے حالات بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت میں کیا تھے + تحفۃ الکرام میں لکھا ہی کہ اگرچہ ملک سندھ کے قدیم راجاؤں کی ابتدا نہیں معلوم کہ کب سے ہوئی۔ مگر صرف پانچ راجاؤں کے نام بیان کیئے جاتے ہیں جو مشہور اور نامور ہیں اور اُنکا زمانہ سلطنت ۱۳۷ سال ہی +

راجہ دیوائج یہ بڑا صاحب اختیار راجہ تھا اسکا دار السلطنت شہر اَلور تھا اسکی مملکت کی یہ حدود تھیں مشرق میں کشمیر و قنوج مغرب میں مکران اور ساحل بحر عمان یعنی دیبل کا ایک حصہ جنوب میں بندرگاہ سورت (سوراشٹرا) اور شمال میں قندہار اور سیستان۔ اور کی کانان ساس ملک پر وہ فرمانروائی کرتا تھا۔ ہند کے بہت سے راجاؤں سے رابطہ اتحاد رکھتا تھا اسکے تمام ملک میں کاروان بحفظ و امان وہاں رہتے تھے اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا راجہ سی ہرس تخت پر بیٹھا۔ باپ ہی کی سی روش پر چلا۔ اسکا عہد سلطنت بہت مدت تک رہا اور سارے ملک میں امن و امان چین و آرام رہا۔ اسکے بعد اسکا نامور پسر راے ساہ سی کے ہاتھ میں عصاے سلطنت آیا۔ بڑی شان و شکوہ سے سلطنت کی باپ دادا کے زمانہ سے جو دستور و آئین چلے آتے تھے اُن کو بدستور قائم رکھا اور اپنی ساری دلی تمناؤں کو پورا کیا۔ بعد اسکے اسکا بیٹا سی ہرس دوم راجہ ہوا جسکا بیان چچ نامہ میں اس طرح لکھا ہے کہ دریاء مہران (دریاء سندھ کو پہلے دریاء مہران کہتے تھے) ملک ہند و سند کا دار الملک اَلور تھا۔ یہ شہر وسعت میں بڑا تھا طرح طرح کے باغوں اور محلوں حوضوں نہروں سے آراستہ تھا۔ یہاں کے راجہ سی ہرس پاس بڑے بڑے دفینے اور خزانے تھے۔ سارے ملک میں اس راجہ کی عدالت و سخاوت کی دُھوم مچی ہوئی تھی اُسکی حکومت و ممالک کی حدود یہ تھیں کہ جانب شرقی کشمیر تک طرف غربی حد مکران تک۔ حد جنوبی محیط آب شور دیبل تک طرف شمالی کوہ کردان و کیکانان تک اس ملک کو اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ وہ سندھ و ملتان اور شاید اٹک کے پاس کا میدان کالا باغ کے پہاڑوں تک تھا) اسنے اپنے ملک کو ان چار حصوں میں تقسیم کیا تھا ایک حصہ میں برہمن آباد

وجھار نیرون و دیبل ولوہانہ ولاکھہ وسمہ تا زیر دریا - دوسرے حصہ میں سیوستان - و بودھ پور
کن کان - و کوہ پایہ روجھان - تا حد مکران - سوم حصہ میں حصار اسکندہ و بابیہ جس کو
تلوارہ و چیچپورہ بھی کہتے ہیں اور اسکے مضافات تا حد لودھ پور - چہارم ملتان - سکہ - برہمپور
کرور - کمبھہ - سرحد کشمیر تک مہاراجہ خود دارالملک الور میں رہتا تھا - اور خاص اپنے تحت حکومت
کرمان - کیکانان رکھتا تھا اور باقی چار حصوں میں سے ہر ایک حصہ میں اپنی طرف سے راجہ مقرر کرتا
تھا اور ہر ایک پر تاکید رکھتا تھا کہ وہ سامان جنگ کے لئے گھوڑوں اور ہتیاروں کو تیار رکھے اور
اور اُس کو حکم دیتا رہتا تھا کہ رعایا کی بہبودی و رفاہ میں اور عمارات کی تعمیر میں ایسی کوشش
کرتا رہے کہ جس سے ملک محفوظ و مصئون رہے - ملک کو حصوں میں تقسیم کرنے کا اور اُن میں اپنے
بھائی بندوں کو راجہ مقرر کرنے کا ڈھنگ راجپوتوں کا سا تھا - کل ملک کے اندر کوئی اسکا بیری
بدخواہ ایسا نہ تھا کہ شور و فساد مچاتا مگر یہ از غیبی گولا آن کر لگا کہ پارس کے بادشاہ نیم روز
کا لشکر مکران کی طرف وارد ہوا - راجہ سہسی رسل بے فکر و دماغ با تکبر رکھتا تھا - فارس کے
لشکر کی جب اُس کو خبر ہوئی وہ آگے جا کر لڑنے لگا طرفین سے مردان نامدار و دلیران کارزار
تیغ خونخوار کے طعمہ بنے اہل فارس نے اس کے لشکر پر حملہ کر کے شکست دی اور بھگا دیا - مگر راجہ
اپنی جگہ جما رہا اور لڑتا رہا جب تک کہ دم میں دم رہا شاہ فارس اس شکست دینے کے بعد اپنے ملک کو
چلا گیا - یہاں ساہسی اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا اور باپ کی ساری مملکت پر اپنی فرمانروائی
کا سکہ خوب جما لیا - ملک کے چاروں حصوں کے راجہ اسکے مطیع و فرمانبردار تھے اور ہمیشہ اس کے
خزانہ میں روپیہ داخل کرتے تھے - سب طرح سے ملک کا انتظام کر لیا اس شرط پر رعایا کی مالگذاری
بھیر دینے کا وعدہ کیا کہ وہ چھ قلعوں میں مٹی کا کام ہی بنا کے پورا کر دیں اسکے بدلے رعایا
بڑے سکھ چین سے رہتی تھی - اسکا وزیر بدھی من تھا اور اسکا کار پرداز سلطنت یعنی حاجب
رام بن آبی کا تھا - راج کا سارا کام کاج اسکے حوالہ تھا جو چاہے سیاہ سفید کرے کوئی شخص
اسکے کام کاج میں دخل دے سکتا تھا نہ مزاحمت کر سکتا تھا - اسکے سارے احکام نافذ و ناطق تھے
وہ بڑا حکیم و عالم تھا راجہ اسکی قلم بلاغت رقم پر بڑا اعتماد رکھتا تھا +

رام پاس چچ بن سیلائج کا آنا اور اسکا حاجب مقرر ہونا

ایک دن دیوان عام میں بدھی من وزیر اور رام دونو بیٹھے ہوئے تھے کہ چچ بن سیلائج وہاں وارد ہوا رام نے پوچھا کہ یہاں آپ کا آنا کیونکر ہوا چچ نے عرض کیا کہ جناب کی بلاغت و فصاحت کی شہرت مجھے یہاں لائی ہے کہ خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اس سے مستفیض ہوں رام نے کہا کہ آپ کے کلام سے تو خود فصاحت بلاغت ٹپک رہی ہے چچ نے کہا کہ ہاں مجھے چاروں وید برزبان ہیں اور کچھ اور استعداد بھی رکھتا ہوں - یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیبل کی طرف سے کچھ کاغذات رام کی رائے کے لئے آئے اُسنے چچ کو وہ کاغذات دیدئے - چچ نے رائے نہایت بلیغ عبارت میں اور پاکیزہ خط میں لکھ کر رام کے سامنے پیش کی - وہ اُس کو پڑھ کر نہایت مسرور ہوا اور چچ کی نہایت ستائش کی اور اس کو اپنا نائب مقرر کر دیا - ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ راجہ ساہسی دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ سیوستان سے کچھ کاغذات آئے - راجہ نے رام کو یاد کیا - وہ موجود نہ تھا چچ نے عرض کیا کہ بندہ اسکا نائب حاضر ہے جو ارشاد ہو اُس کو بجا لاؤں راجہ نے وہ کاغذات چچ کو دئے اُس نے راجہ کے روبرو اُن کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ پڑھا اور جواب باصواب انکا لکھدیا - راجہ خود علم بلاغت سے ماہر تھا - اُسنے چچ کی تحریر کی داد دی جب رام سے ملا تو اُس سے کہا کہ یہ برہمن تم کو خوب مل گیا ہے تم اس پر ایسی مہربانی رکھو کہ وہ کہیں اور جانے کا قصد نہ کرے - غرض جب رام کو موت کا پیغام آیا تو اُسکی جگہ راجہ نے چچ کو حاجب مقرر کیا چچ نے لوگوں کے ساتھ وہ مروت و محبت کا طریقہ برتا کہ وہ اُس کے مطیع ہو گئے اور کل کام اُسکی صلاح پر ہونے لگے - غرض چچ کو اپنی جرب زبانی اور سخن سرائی کی بڑی قیمت مل گئی اور تھوڑے زمانہ میں وہ والا پایگی پر پہونچ گیا +

راجہ ساہسی کی رانی کا چچ پر عاشق ہونا

ایک دن کا ذکر ہے کہ راجہ و رانی سوبھی دیبی اپنے محل میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ کسی اشد ضرورت کے سبب سے راجہ نے چچ کو خلوت خانہ میں بلا لیا - جو کام تھا وہ لیکر راجہ نے اُس کو رخصت کیا مگر رانی صاحبہ کی نظر اِس نوجوان برہمن خوش رو پر پڑگئی - دیکھتے ہی دل و جان سے اُسیر فریفتہ ہو گئی اُسنے کسی اپنی بڑی بی کو بلا کر کہا کہ میں چچ کے عشق میں دیوانی ہو رہی ہوں اگر تو میری چارہ سازی نہ کرے گی اور چچ پاس جاکر اُس کے وصال کی دوا خانہ سے دوا نہ لائیگی تو میں ہلاک ہو جاؤنگی - بڑی بی چچ پاس پہونچی اور یہ سندیسا سنایا -

چچ نے کانوں پر ہاتھ دہرے کہ مجھ سے یہ کام ہرگز نہ ہوگا اسمیں جان کا خطرہ ہے۔ آخرت کی عذاب کی گرفتاری ہے اور دُنیا کی بدنامی ہے حکما کا قول ہے کہ بادشاہ آتش ہے مار و آب پر اعتماد نہیں چاہیے ابھی راجہ کو اسکی خبر ہو جاے اور اسکو غصہ آئے تو میری جان مفت جائے۔ برہمنی نے چچ کی یہ باتیں سُن کر رانی سے آن کر کہیں رانی نے پھر اُس کو چچ پاس بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے چچ سے کہو کہ اگر آپ کو میری موانست سے احتراز ہے تو گانے کا ہے یہ عنایت تو مجھ پر کیجیے کہ اپنے جمال کو دکھا کر میرے دل بیقرار کو تسکین دیجیے +

اشعار +

خرسندم اگر سال بسالت بینم ۔۔۔ ور در عمرے شبے خیالت بینم

نومیدم مگردم از خیالت صنما ۔۔۔ آخر روزے شبے وصالت بینم

آخر کو ان دونوں میں موافقت ہوگئی اور محبت الفت ایسی بڑھ گئی کہ لوگوں کو بدگمانی ہونے لگی انھوں نے راجہ کے کان بھرنے شروع کئے کہ چچ نے اپنی بدگوہری اور تباہ سرشتی سے رانی سے یہ پیوند دوستی پیدا کیا ہے مگر راجہ کو چچ پر ایسا اعتماد تھا کہ کسی کے کہنے سننے پر اعتبار نہ ہوا۔ اپنی سلطنت کے سارے چھوٹے بڑے کام اُسکو سپرد کر دیئے جو کام وہ کرتا راجہ کو پسند آتا اسکے صلاح مشورہ بغیر کوئی کام نہ کرتا غرض ساری سلطنت پر چچ ہی کے احکام جاری ہونے لگے تھے + راجہ ساہ سی ایسا بیمار ہوا کہ موت کے آثار نمودار ہوئے اسنے چچ کو بلا کر کہا کہ اب میرے مرنے کا وقت قریب آگیا ہے کوئی میرا بیٹا نہیں کہ وارث تاج و تخت ہو ضرور میرے مرنے کے بعد میرے اقربا ملک کے قابض ہونگے اور دشمنی کے سبب سے میرے نام کو مٹائینگے۔ جب میری زندگی میں وہ مجھ پر طعن کرتے تھے تو مرنے پر معلوم نہیں کیا میری مذمت کرینگے۔ اسلئے میری رائے میں یہ تدبیر نیک معلوم ہوتی ہے کہ تجھے اپنا جانشین بنا جاؤں۔ چچ نے سُنکر کہا کہ آپ کے فرمان پر میرے دل و جان قربان حضور کا ارشاد عین مصلحت ہے لیکن خاص مخلص خدمت گاروں سے بھی اسمیں مشورت کرنی واجب ہے۔ غرض صلاح مشورہ ہو کر راجہ نے چچ کو حکم دیا کہ دو سو پچاس عدد زنجیر و طوق تیار کرا اور انکو رات کو لا کر مکان میں چھپا دے۔ پس چچ انے اس حکم کی تعمیل کی اتنی دیر میں راجہ کی نزع کی نوبت پہونچی۔ اطبا مایوس ہو کر اپنے گھر جانے لگے۔ رانی

سبھدیوی نے انھیں روکا اور ایک مکان میں انکو ٹھیرا دروازہ بند کر دیا ادھر ساہسی پاس
موت کا پیغام آیا ادھر رانی نے اس کے تمام رشتہ داروں کو جو سلطنت کے مدعی تھے پیغام بھیجا کہ بعنایت
الٰہی آج راجہ کی طبیعت اچھی ہے تمکو کسی مہم کی مشورت کے لئے وہ بلاتا ہے۔ اس بلاوے سے جو رشتہ دار
آیا اسکو وہ گھر بتایا جاتا جسمیں طوق و زنجیر اسکے منتظر بیٹھے تھے اسکے آتے ہی ایک گلے لگتا
دوسرا پاؤں پڑتا جب بڑے بڑے امیر اقربا یوں اسیر ہوئے تو اُنکے مفلس اقرباؤں کو یہ فرمائش
ہوئی کہ جو رشتہ دار جنکی عداوت تمکو چین سے رات میں سونے نہیں دیتی تھی وہ راجہ کے عتاب میں
گرفتار اسیر ہوئے ہیں اگر تم کو اپنے فقر و فاقہ سے افاقہ منظور ہو تو قیدخانہ پر جاؤ اور اپنے دشمن کا سر
اڑاؤ اور اُس کے کل مال و متاع کے مالک بنجاؤ۔ یہاں کیا چاہیے تھا اندھے کو دو آنکھیں وہ
دوڑے دوڑے گئے اور اپنے دشمنوں کو مار کر اُنکے گھر گئے اور سارے گھر کے مالک ہو گئے
غرض ایک رات میں پچ اور اسن تل بار رانی نے یوں سازش کر کے تمام سران لشکر و مدعیان
سلطنت کو ایک کونہ میں بٹھلا کے انھیں کے بھائی بندوں کے ہاتھوں سے قتل کرا دیا۔ تو پھر دربار عام بڑی
دھوم دھام سے ہوا۔ سنگاسن نقد و جواہر سے آراستہ ہوا۔ پردہ کے اندر ادھر رانی دیوی جلوہ افروز
ہوئیں ادھر وزیر بدھی من یوں سخن سرا ہوئے کہ اگرچہ بفضل الٰہی راجہ صاحب تندرست ہو گئے ہیں مگر
دربار میں آنے کی قوت اور کاروبار سلطنت کرنے کی طاقت نہیں ہے اسلئے وہ جیتے جی اپنے بچے کو اپنا
قائم مقام مقرر کرتے ہیں تاکہ رعایا کی دادرسی میں التوا نہ ہو۔ حاضرین دربار نے یہ سن کر عرض کیا
کہ راجہ کا حکم ہمارے سر و چشم پر۔ رانی سبھدیوی نے اپنے مخلص تابعین و روسا و مقربین و
سپہداروں کو بڑے بڑے گراں بہا خلعت عنایت کیے اور بدھی من کو از سر نو پھر وزارت پر
مامور فرمایا۔ خواص کو انعام اور امرا کو جاگیریں عطا کیں۔ چھ مہینے یونہیں گذرے کہ اس
عرصہ میں راجہ ساہسی کے مرنے کی خبر اُس کے بھائی دھرت راجہ جے وار کو پہنچی۔ وہ
دفعۃً لشکر جرار تیار کرکے آندھی کی طرح الور پر چڑھ آیا اور اس نے ایک سنگ پر خیمے ڈیرے
ڈال دیے۔ اپنے خاص معتمدین کو بچہ کے پاس بھیجا کہ اسکو میری طرف سے یہ پیغام پہنچائیں کہ
میں اس ملک کا حقیقی وارث ہوں۔ میرے باپ دادا کا یہ ملک ہے میرے بھائی کا ملک آپ مجھے عنایت کیجیے

اور آپ خود بدستور اپنے عہدہ حجابت پر قائم رہے ہیں ہمیشہ آپ کا خیر خواہ اور خیر طلب ہوں لگا یہ سنکر
چچ پیٹ پکڑے ہوئے حیران پریشان رانی پاس آیا اور گھبرا کر کہنے لگا کہ دشمن تو گھر میں آ پہنچا۔ ملک میراث
کا دعویٰ وہ کر رہا ہے اب میں کیا کروں۔ رانی یہ حال دیکھکر ہنسی اور کہنے لگی کہ میں تو پردہ نشین عورت
ہوں اگر میدان جنگ میں جانے کے لئے میری ضرورت ہے تو میرے کپڑے تم پہنو اور اپنے کپڑے مجھے
پہننے کو دو کہ باہر جاکر ہنگامہ کارزار گرم کروں۔ میں حیران ہوں کہ یہ بات مشکل کیا ہے ایسے میں مجھ سے
مشورہ و صلاح کی حاجت کیا ہے میاں تم مستعد و کمربستہ ہو کر شیر کی طرح دشمن پر جا پڑو اور اس کے
رفع دفع کرنے میں کوشش کرو عزت کے ساتھ مرنا ذلت کے ساتھ جینے سے بہتر ہے۔ اشعار۔

هم فیل داری و هم حشم ✲ هم خیل داری هم خدم ✲ مردانه بیرون نه قدم ✲ زیر و زبر کن خصم

چچ رانی کا یہ جواب سنکر شرمندگی کے مارے پانی پانی ہو گیا۔ فوراً مسلح ہو گیا اور لشکر کو لیجا کر میدان
جنگ گرم کیا طرفین سے مردان دلاور مارے جانے لگے تو راجہ مہرت نے چچ سے کہا کہ دشمنی و عداوت تو
ہم میں اور تم میں ہے آؤ ہم تم لڑکر فیصلہ کر لیں جو زندہ رہے وہ مالک تخت و تاج رہے ناحق اور شریف لوگوں
کی جانیں کیوں ضایع کرتے ہو چچ نے بھی مہرت کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اور لڑنے کے
لئے روبرو آیا۔ اس نے راجہ سے کہا کہ میں برہمن ہوں گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں لڑ سکتا ہوں آپ پیادہ
ہو کر لڑنے کے لئے آیئے۔ راجہ صاحب غرور شجاعت کے گھوڑے پر سوار تھے چچ کی حقیقت انکے
آگے کیا گنتے تھے جھٹ گھوڑے سے اتر کر کہا کہ آؤ ہم پیادہ ہی لڑنے کو تیار ہیں۔ چچ بھی پیادہ پا
ہوا مگر یہ چال چل گیا کہ سائیس سے کہہ دیا کہ میرے پیچھے پیچھے گھوڑے کو ساتھ لاؤ جب دونو
آپس میں نزدیک ہوئے تو چچ نے جھٹ پٹ گھوڑے پر چڑھ کر راجہ مہرت کا سر تن سے اتار لیا جب
راجہ کا سر کٹ گیا تو اسکا لشکر بھی بے سر ہو کر تتر بتر ہو گیا چچ سے امان کا خواہاں ہوا امان
پانے پر اطاعت قبول کی چچ اس فریب سے فتح پاکے شہر الور میں آئے اور اس فتح کی خوشی میں ایک
جشن شاہانہ کیا +

جب یہ فتح حاصل ہوئی تو رانی نے تمام اعیان و اکابر شہر کو بلا کر ان سے کہا کہ راجہ ساہسی مر گیا
ہے مجھ سے کوئی اولاد انکی پیدا نہیں ہوئی کہ وہ وارث تخت و تاج ہوتی اسلئے یہ سلطنت چچ کو دیدی گئی ہے

اسے اپنا بیاہ کرتی ہوں رو سانے بالاتفاق دربار میں رانی سبھ دیوی کا بیاہ چچ سے کر دیا۔ اس سے دو بیٹے داہر اور دہرسیہ اور ایک بیٹی مائی پیدا ہوئی۔ چچ نے اپنے بھائی چندر کو بلا کر الور میں اپنا نائب مقرر کر دیا +

بدھی من وزیر کو چچ نے بلایا اور اس سے کہا کہ آپ مجھے یہ بتلایئے کہ ساہسی کے تحت اقتدار میں جو چار ملک تھے وہ کون کونسے تھے۔ انکی حدود کیا تھیں تا کہ میں اُن پر جاؤں اور ہر ایک کی اطاعت و مخالفت کا امتحان کروں۔ جو اُن میں سے میرے مطیع ہوں اُنپر عنایت کروں جو مخالف ہوں اُنپر عتاب کروں اُن کے دفع کرنے کا تدارک کروں جس سے سارے ملک قبضۂ اقتدار میں آ جائیں اور کوئی مخالف سرکش فساد کرنے والا باقی نہ رہے۔ یہ سُن کر بدھی من نے سر جھکایا اور عرض کیا کہ مہاراج یہ دار الملک اور سلطنت ایک راجہ کی تولیت میں تھی اور راجہ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تھے جب مملکت مہاراجہ ساہسی سہرس کی دیوا جی کو پہونچی اور وہ لشکر فارس کے ہاتھ سے معدوم ہوا تو ساہسی راجہ ہوا۔ اُسنے چار روسا کو اسلئے مقرر کیا کہ خزانہ شاہی کے لئے وہ تحصیل اموال کریں اور ملک کی حفاظت کریں آپ کو چاہیے کہ اِن چاروں راجاؤں کو اپنا فرمانبردار رکھیں جس سے سارا ملک اُنکے ماتحت رہے +

بدھی من کا یہ کہنا اُسکے دل پر جادو کا سا اثر کر گیا۔ اِس کو اپنے لئے بشارت غیبی وہ سمجھا۔ نہایت شاد و خرم ہو کر اِس وزیر کی تقریر کی نہایت تحسین و آفرین کی اور اطراف کے معتمدان پاس فرمان روانہ کئے اور ملوک نواحی سے امداد طلب کی اُسنے یہ کہہ کر کہ ملک ہند میں وہاں تک میں جاؤنگا جہاں اسکی سرحد ملک ترک سے ملتی ہے۔ بڑا لشکر تیار کیا منجموں سے طالع سعد صحیح استخراج کرا کے منزل پیما ہوا۔ اور بہت سی منزلیں طے کر کے قلعہ پابیہ پاس پہنچا جو دریا بیاس کے جنوبی کنارہ پر ہے۔ وہاں کا راجہ بمقابلہ پیش آیا لڑائی ہوئی۔ راجہ پابیہ کو ہزیمت ہوئی وہ قلعہ کے اندر چلا گیا۔ رائے چچ غالب ہوا۔ ایک مدت تک قلعہ کو حصار کئے رہا جب اہل حصار کو غلہ کی تنگی نے اور گھاس لکڑی ایندھن کے توڑے نے تنگ کیا تو وہ جسوقت کہ عالم نے سیاہ کمبل اوڑھا اور شاہ انجم نے تاریکی شب کی چادر اوڑھی تو راجہ اِس حصار سے نکل کر قلعہ اسکندہ یا اسکلندہ کی نواح میں جا کر فروکش ہوا قلعہ پابیہ سے یہ قلعہ زیادہ مستحکم تھا اور اسکے زیر حکم تھا۔ یہاں سے اُسنے دشمن کے احوال دریافت کرنے کے لئے جاسوس بھیجے۔ اُنہوں نے آن کر خبر دی کہ

پابیہ کے قلعہ کے اندر چچ موجود ہے +

چچ کا حصار اسکلندہ میں جانا +

جب چچ کو معلوم ہوا کہ دشمن اسکلندہ کے قلعہ میں چلا گیا ہے تو اُسنے یہاں کے قلعہ میں ایک بنا امین مقرر کیا اور خود اسکلندہ کی طرف چلا۔ وہاں پہنچ کر اُسکے گرد لشکر کو اتارا۔ اس حصار میں ایک قدیمی یار با وفا فرماں بردار مقدم رہتا تھا۔ وہ بڑا شجاع تھا اہل حصار پر اسکا بڑا رعب داب تھا۔ اہل حصار اُسکی رائے صواب کو صواب سمجھتے اور کبھی اُس سے تجاوز نہ کرتے۔ اس پاس چچ نے یہ پیغام بھیجا کہ اگر وہ چھترا راجہ پابیہ کو قید کرلے یا مار ڈالے تو اس خدمت کے صلہ میں یہ قلعہ اور قلعہ پابیہ دونو اُسکے حوالہ کر دیے جائینگے۔ مقدم نے چچ کی اس شرط کو قبول کرلیا اور چچ کے پاس اپنے بیٹے کو بھیجدیا اور خود چھترا کی نظر میں ایسا اعتبار پیدا کرلیا کہ اُسکے دربار میں رات کو دن کو بے روک ٹوک جانے لگا۔ ایک دن آدھی رات کو فرصت پاکر چھترا کو مار ڈالا اور اُسکے سر کو چچ پاس بھیجدیا۔ راے چچ نے اس کام کے عوض میں اُسکو بہت انعام دیا اور یہ قلعہ اُس کو دیدیا۔ اور سب اعیان شہر سے اُس کو نذریں دلوائیں اُسکی اطاعت کے لیے قول و قسم لیے۔ اور اوسکو ایسی نصیحتیں کیں کہ وہ ہمیشہ اُسکا مطیع رہا۔

چچ کا سکہ و ملتان جانا +

چچ مہم اسکلندہ سے فارغ ہوکر سکہ اور ملتان کی طرف چلا۔ یہاں راجہ بجہرا راج کرتا تھا۔ وہ بڑی قابلیت و لیاقت رکھتا تھا مملکت اُسکی وسیع تھی۔ مہاراجہ ساہسی کا وہ رشتہ دار تھا جب اُسکو چچ کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ دریاے راوی کے کنارہ پر آیا ملتان کے محاذی مشرق میں سکہ تھا اُس میں بھتیجا سہی ول حاکم تھا۔ جسین عمزادہ بجہرا ایک بڑے لشکر کے ساتھ چچ سے لڑنے کے لیے آیا۔ چچ نے بیاس کی گذرگاہ میں تین ماہ اقامت کی جب دریا کا پانی اُتر گیا تو وہ مع لشکر دریا سے اُتر کر قصبہ سکہ میں آیا۔ سہی ول کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ چچ کے تھوڑے سے آدمی اور مخالفوں کے بہت سے آدمی مارے گئے + تو سہی ول بھاگ کر حصار ملتان کو چلا گیا اور دریاے راوی کے کنارے پر جنگ کے لیے مستعد ہوا چچ نے قلعہ سکہ پر قبضہ کیا۔ پانچہزار سپاہیوں کو مار ڈالا اور وہاں کے باشندوں کو لونڈی غلام و اسیر کیا اور یہاں امیر علاء الدولہ یا یمین الدولہ کو اپنی طرف سے منتظم و حاکم مقرر کیا اور خود دریا کو عبور کرکے ملتان کی جانب چلا۔ دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ راجہ بجہرا لشکر جرار و جنگی ہاتھی و جنگی مرد ساتھ لیکر باہر لڑنے کے لیے آیا اور چچ سے جنگ شروع کی خوب لڑائی ہوئی

طرفین سے بہت آدمی مارے گئے تو بجہرہ حصار میں چلا گیا۔ اور کشمیر کو خط دیا اس مضمون کے قاصد کے ہاتھ بھیجے
کہ برہمن چچ بن سلایج بلاد الملک اُلوز کا والی ہو گیا اور لشکر فراواں لئے جلد جلد چلا آتا ہے اور
اُسنے سارے حصار فتح کر کے استوار بنا لئے ہیں ہم میں اُس سے لڑنے کی قدرت نہیں ہے حصنہا و حصین اُسکے
تحت فرمان ہیں اب تک کوئی امیر اُس سے لڑکر فتحیاب نہیں ہوا۔ ملتان میں وہ پہنچ گیا ہے ایسے
بُرے وقت میں آپ ہماری مدد و اعانت کیجئے +
کشمیر میں اس قاصد کے پہنچنے سے پہلے وہاں کے راجہ کو موت کا پیغام آچکا تھا۔ اُسکا لڑکا گدی پر
بیٹھا تھا۔ وہاں وزرا اور ندما و خواص و اکابر و اعیان ملک نے آپس میں اس بات میں مشورہ کیا اور
بجہرہ کے خط کا خوب جواب لکھا کہ راے کشمیر تو دار البقا کو سدھارا اسکا خردسال بیٹا تخت پر بیٹھا ہے
سپاہ جا بجا بگڑی بیٹھی ہے۔ ہمکو اول اسکی درستی ضرور ہے اسواسطے تمہاری مدد کا سامان ہم سے
مہیا نہیں ہو سکتا۔ تم خود اپنے کام کا آپ انتظام کرو۔ جب خط کا جواب قاصد لایا تو راے بجہرہ کشمیر کی
استعانت سے مایوس ہوا ناچار اُسنے چچ سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کو قلعہ خالی کر کے حوالہ کرتا ہوں
آپ مجھے بغیر کسی روک ٹوک کے جب تک کہ میں کسی امن کی جگہہ پہونچ جاؤں باہر جانے دیجئے۔ چچ نے
اس درخواست کو قبول کر لیا بجہرہ کو امان دی۔ وہ مع اپنے متعلقین کے کوہ کشمیر کو چلا گیا۔ بعد اسکے
چچ نے قلعہ میں اپنا عمل دخل کر لیا +
جب حصار ملتان پر چچ کا قبضہ خاطر خواہ ہو گیا تو وہاں اپنا نائب ایک ٹھاکر مقرر کیا خود یہاں سے روانہ
ہوا۔ راہ میں برہم پور، کرور، اشہار کے حاکموں نے اطاعت قبول کی۔ یہاں سے وہ کشمیر کی حد تک گیا۔
کسی راہ میں کوئی اُسکے سامنے نہ لڑنے کو آیا نہ کسی اور طرح کا مقابلہ کیا۔ قاعدہ ہے خدا تعالی جب کسی کو
بزرگ بناتا ہے تو ساری مصیبتیں آسان اور مشکلیں سہل کر دیتا ہے اور اُس کی آرزوئیں پوری کرتا ہے۔
جہاں چچ گیا وہاں اُس کو لوگوں نے سر آنکھوں پر بٹھایا خدمت و اطاعت کیلئے تیار ہوئے۔ یوں وہ حصار
شاہ کلہار پر پہنچا۔ اس موضع کی ایک جگہ بلند جسکو کنبہہ کہتے ہیں اور سرحد کشمیر پر وہ ہے۔ وہاں ایک
مہینے اُسنے قیام کیا۔ اس نواح کے بعض راجاؤں کو اُسنے سزا دی اور امرا و راجاؤں سے عہد و
پیمان لئے اور ساری مملکت پر اپنا قبضہ کیا۔ اور یہاں سے ایک لشکر فراواں جمع کیا پھر اُسنے دو درخت

ایک سیسر یعنی سفیدہ کا دوسرا دیودار کا منگا کر سرحد کشمیر پر پہنچا یا ندی کے کنارہ پر لگا کے یہ نہر کو وہ کشمیر سے متصل تھی جس کے چشمے جاری رہتے تھے یہاں چچ نے جب تک اقامت کی کہ ان دونوں درختوں کی شاخیں بڑھ کر ایک دوسرے سے اُنمیں ملیں جب شاخیں مل گئیں تو پھر اُس نے یہاں یہ نشان کندہ کیا کہ راے کشمیر کے اور میرے ملک کی یہ سرحد ہے اِسے آگے میں نہیں جاؤنگا +

چچ جب کشمیر کی حد پر اپنی سرحد مقرر کر چکا تو وہاں سے اپنے دارالملک الور کو چلا آیا اور ایک سال تک یہیں مقیم رہا جس میں خود سفر کی تکان اُتار کر آسودہ ہوا - اِس عرصہ میں اور سرداروں نے اسباب و آلات جنگ کو بھی مہیا کر لیا - ایک دن اُسنے اپنے وزیر کو بلا کر کہا کہ اب مشرق کی طرف سے میرا دل فارغ ہے مغرب و جنوب کی طرف کا قصد ہے اسکے حالات پر آپ مطلع فرمائیے یہ سنکر وزیر نے عرض کیا کہ بادشاہوں کی یہ برگزیدہ خصلت ہے کہ وہ اپنی ولایت کے اخباروں کی تفحص میں رہا کریں -

مہاراج وہاں کا حال یہ ہے کہ آپ کی غیبت کے سبب سے اضلاع بالا کے حاکموں کے دماغ میں یہ غرور سما رہا ہے کہ راجہ ساہسی کے بعد کوئی ہم سے خراج ملکی لینے والا نہیں رہا - اسی سے وہاں ضرور فساد و فتور برپا ہونے والا ہے یہ سن کر اُسنے سُبھ گھڑی سفر کے لئے پوچھی اسمیں حصار بدھیہ و سوستان کی طرف روانہ ہوا اُسوقت حصار اسوستان میں حاکم مہتہ تھا دریاے مہران سے عبور اس موضع سے کیا جسکو وہ با کہتے تھے اور سمہ اور الور کے درمیان وہ حد فاصل تھی - اس جگہ سے بدھیہ کا قصد کیا جس میں حاکم کوتل بن بھندرگو بھگو تھا اور دارالملک سکا کا راج یا نانا راج تھا اور یہاں رہنے والوں کو سوئیس کہتے تھے چچ نے حملہ کر کے حصار سوئیس کو فتح کر لیا - کبا بن کاکا آگے آیا اُسنے اور راجہ کے اور متعلقین نے امان چاہی خراج دینے کا اور اطاعت کا وعدہ کیا +

یہاں سے چچ سوستان گیا وہاں مہتہ بہت سا ساتھ لشکر لیکر چچ سے لڑنے آیا - مگر شکست پا کر قلعہ میں چلا گیا - چچ نے حصار کا محاصرہ کیا ایک ہفتہ میں محصورین نے عاجز ہو کر اپنے تئیں حوالہ کیا اور امان چاہی شرائط صلح منظور ہوئیں اہل حصار باہر آئے حصار کی کنجیاں افسران چچ کے حوالہ ہوئیں چچ نے بڑی مہربانی کی مہتہ ہی کو حصار کی ریاست دیدی اور ایک شحنہ معتمد اپنی طرف سے وہاں مقرر کر دیا - یہاں چند روز چچ نے اسلئے اقامت کی کہ ملکی کام سب درست اور ٹھیک ہو جائیں +

چچ کا خط سوستان کے حاکم کے نام

جب سوستان کی مہم سے چچ کو فراغت ہوئی تو اُسنے اکہم لوہانہ حاکم برہمن آباد کو جو برہمن آباد میں تھا
کو خط لکہا کہ میری اطاعت اختیار کیجیئے۔ چچ چند دنوں کی راہ برہمن آباد سے تھا کہ پیادہ والے
جو اُسنے راہ پر متعین کیئے تھے ایک قاصد کو پکڑ لائے جسکے پاس خطوط اکہم کے متہ حاکم سوستان کے نام
لکہے ہوئے نکلے جنکا مضمون یہ تہا کہ میں نے ہمیشہ آپکے ساتھ الفت و ہوا خواہی کا طریقہ جاری رکھا
کسی وقت آپسے مخالفت و منازعت نہیں کی خط جو آپنے بطریق مودت ارسال کیئے تھے وہ
میرے پاس پہونچے اور پڑہنے سے مجھے فخر حاصل ہوا۔ میری اور آپکی موافقت ہمیشہ مستحکم
رہیگی اور کبھی آپسمیں مخالفت نہیں ہوگی میں آپکے حکموں کی تعمیل کرونگا آپ راجہ اور ابن راجہ
ہیں ہم اور آپ ایک ہیں ہمیشہ ایسی حالتیں بہت آدمیوں کو پیش آتی رہتی ہیں کہ وہ بلاؤں سے
بچنے کے لیئے اوروں کی امداد کے خواستگار ہوا کرتے ہیں۔ آپ کا اعانت چاہنا کوئی نئی بات
نہیں ہے آپ کو اجازت ہے کہ نواح برہمن آباد سے لیکر بحر دریل تک جس موضع میں آپ کی رائے ہو
اقامت کیجیئے اور اگر کسی اور طرف جانے کا قصد ہو تو کوئی آدمی آپکا مانع اور مزاحم نہیں ہوگا
خواہ آپ کہیں ہوں میں آپ کا معین و مددگار ہوں میرے پاس اتنا لشکر و سپاہ ہے کہ میں لڑنے سے آپکی
مدد کر سکتا ہوں متہ کی رائے میں یہ مناسب معلوم ہوتا کہ وہ ناحیہ ہند میں راجہ مل پاس جائے
جس کو جہٹی کہتے تہے +

چچ کا خط اکہم لوہانہ کے نام

اکہم لوہانہ کو خط میں چچ نے لکہا کہ تم اپنی قوت شوکت اصل رتب کے سبب اپنے تئیں بادشاہ
وقت گنتے ہو اگرچہ یہ مملکت و سلطنت و اموال و نعمت مکنت و مقدرت سب مجھے آبا و اجداد سے میراث
میں نہیں ملی ہیں مگر عنایت و فضل الٰہی سے عطا ہوئی ہے۔ ملک کو لشکر سے میں نے نہیں حاصل کیا بلکہ
خدائے یگانہ بیچون نے سیلاب پر مہربانی کرکے مجھے عنایت کیا ہے ہر حال میں خدا ہی سے مدد پاتا
ہوں کسی دوسرے آدمی کی عنایت کا محتاج نہیں ہوتا وہی میرا معبود کار میرے کاموں کا اہتمام
کرنے والا ہے۔ وہی مہمات میں میرا یاوری دینے والا ہے وہی کل منازعات و مخالفات میں نصرت
و فتح کا بخشنے والا ہے اُسی نے مجھے دو جہان کی نعمتیں دی ہیں۔ اگر تم کو حول و قوت دنیی شہامت
و صولت حرمت و ماہت پر ہو تو غرہ و ما بسر زدال آئیگا تمہاری جان کا لے لینا حلال ہوگا +

اب راجہ چچ نے اکھم لوہانہ سے لڑنے کا عزم کیا۔ وہ برہمن آباد سے اپنے ملک میں کہیں گیا ہوا تھا
جب اُسنے چچ کے آنے کی خبر سُنی تو وہ برہمن آباد میں آیا اور لڑائی کا سارا سامان تیار کرنے لگا۔ جب
چچ نے برہمن آباد میں قدم رکھا تو وہ اُس سے لڑنے کو کھڑا ہوا طرفین سے بڑے بڑے نامدار لڑ مرے
مارے گئے آخر کو اکھم کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ حصار میں چلا گیا۔ چچ نے حصار کا محاصرہ کیا اور
یہ محاصرہ ایک سال تک جاری رہا۔ اسوقت ملک ہندوستان میں یعنی کنوج (قنوج) میں ستبال
راج کرتا تھا اکھم نے اسے لکھکر امداد کی درخواست کی جواب آنے پایا کہ اکھم مر گیا اور اُسکا بیٹا
باپ کا جانشین ہوا اکھم کا ایک دوست سمنی بدھ رکھوالہ یعنی محفوظ الصنم تھا اُسکے پاس ایک بت کدہ
تھا جسکا نام بدہ نو وہار تھا اور اُسکے بدھ کا نام دلہا تھا۔ وہ اُسکا پوجاری تھا۔ بڑا عابد زاہد مشہور تھا
اِس نواح کے سب آدمی اُسکے تابع تھے۔ اکھم بھی اُسکا معتقد تھا اسی کا مذہب اختیار کر لیا تھا اسی
اپنا قطب سمجھتا تھا۔ جب اکھم حصار میں محصور ہوا تو سمنی نے اُسکی امداد کی تھی۔ وہ اپنے عبادت خانہ
میں کتابیں پڑھتا رہا جب اکھم مرا اور اُسکا بیٹا جانشین ہوا تو سمنی ہراساں ہوا اُسکو ایذا ابھی نہ
پہنچی وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ ملک و اسباب و اقطاع میرے ہاتھ سے نکل جائیں اس اضطراب میں اُس نے
دیکھہ بھال کر حکم لگایا کہ چچ کے حوالہ ملک ہوگا وہ مجھسے موافق ہوگا۔ جب اکھم کا بیٹا لڑنے سے عاجز
ہوا۔ لشکر نے بھی لڑنے سے ہاتھ کھینچے تو حصار چچ کو سپرد کیا گیا اور اسے اپنی حکومت کو مستحکم کیا۔
جب چچ نے سمنی کا حال سُنا تھا کہ اُسنے اکھم اور اُسکے بیٹے سے بیعت کی ہے اور اسی کے سحر و
تلبیس اور جادوئی و تدبیر سے یہ ایک سال قلعہ کی فتح میں التوا ہوا تو اُسنے قسم کھائی تھی کہ اگر اِس قلعہ کی
مجھے فتح نصیب ہوئی تو سمنی کو گرفتار کرکے کھال اُسکی کھچوا دونگا اور حکم دونگا کہ نقاروں پر وہ منڈھی
جائے اور اُسکے بدن کے پُرزے پُرزے اُڑائے جائیں جب سمنی نے اس قسم کو سُنا تو ہنسا اور کہنے
لگا کہ چچ کو یہ دسترس نہیں ہوگی کہ وہ مجھے ہلاک کر سکے۔ برہمن آباد والے مدت تک لڑتے
رہے اور بہت آدمی ہلاک ہوئے تو اُنھوں نے لڑائی سے ہاتھ کھینچا اور صلح کی درخواست کی
معتمد مقدم ہوئے دونو کے درمیان پڑکر صلح کرا دی اور حصار چچ کو سپرد ہوا۔ اور چچ نے اہل حصار سے
کہدیا کہ جسکا جی چاہے یہاں سے چلا جائے کوئی مانع و مزاحم نہیں ہوگا جس کا جی چاہے یہاں رہے۔

جب الکھم کے بیٹے سرہند نے چچ کی یہ مہربانی دیکھی تو وہ مع متعلقین کے یہیں رہ گیا۔ چچ یہیں مقیم رہا تاکہ
رعایا کی مزاج شناسی کرے۔ پھر چچ نے سرہند کی ماں سے پیغام اپنے بیاہ کا بھیجا۔ ماں کو بیٹا لے آیا اور بیاہ
ہو گیا۔ پھر چچ نے اپنے برادرزادہ کی لڑکی دھنسہ کو سرہند سے بڑی دھوم دھام سے بیاہ دیا۔ چچ نے ایک
سال یہاں قیام کیا اور اپنی طرف سے عمال مقرر کیے کہ وہ خراج وصول کریں گرد و نواح کے حاکموں کو بھی
اُسنے محکوم کیا۔ آخر کار اُسنے یہ پوچھا کہ وہ سمانی ساحر کہاں ہے اُس سے ملنا چاہتا ہوں لوگوں نے کہا کہ
وہ بڑا راہب ہے اور وہ راہبوں ہی میں رہتا ہے وہ حکمار ہند میں یکتا ہے وہ بدھ نوبہار کے بت کدہ کا
محافظ ہے اور وہ کل راہبوں میں بڑا اور صاحب کمال ہے اس کو وہ سحر و منتر آتے ہیں کہ اُس نے ایک عالم
کو تسخیر کر رکھا ہے۔ وہ اپنے علم سحر کے زور سے تمام حوائج کو خود وفر کر لیتا ہے۔ وہ سرہند کا بھی دوست تھا
اُسکے باپ کا دوست تھا۔ یہ اسی کی کرامات تھی کہ لڑائی میں ایک سال کا عرصہ لگ گیا

جب حصار برہمن آباد فتح ہو گیا تو چچ سلحداروں و جانداروں کو ساتھ لے کر سمنی کے مارنے کے قصد سے
بدھ نوبہار کو روانہ ہوا سلاحداروں کو سکھا دیا کہ جب میں اس سے باتیں کر چکا ہوں اور تم کو دیکھوں
تو تم تلوار کھینچ کر اُسکا سر تن سے اتار لینا جب بدھ نوبہار میں چچ گیا سمنی کو دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا
مشغول عبادت ہے اور خارہ کی گل اُسکے ہاتھ میں ہے اور بدھوں کو بنا رہا ہے اور ایک مہر اُسکے
پاس ہے جسکے لگانے سے صورت بدھ کی اس مٹی پر بن جاتی ہے اسطرح وہ بدھوں کو بنا کر جاتا
تھا۔ چچ اسکے سر پر کھڑا رہا مگر وہ اُسکی طرف ملتفت نہ ہوا اسمیں ایک گھنٹہ گذر گیا وہ بدھوں کے بنانے
سے فارغ ہوا۔ تو اُسنے سر اٹھایا اور بولا کہ کیا سلائج آیا ہے۔ چچ نے جواب دیا کہ ہاں ہاں ناستک
(بدھ مذہب) الاہمنی نے کہا کہ تم کس کام کے لئے آئے ہو۔ چچ نے کہا مجھے آپکے دیکھنے کی تمنا تھی
اسلئے آیا ہوں۔ اُسنے ایک عمدہ فرش بچھا کر چچ کو بٹھایا۔ اور اس سے پوچھا کہ آپ کی کیا حاجت ہے
چچ نے کہا کہ میری یہ آرزو ہے کہ میرے ساتھ آپ موافقت کریں اور حصار برہمن آباد میں تشریف لائیے
تاکہ میں آپکو وہاں عامل بناؤں اور بڑے بڑے کام سپرد کروں آپ سرہند کے ساتھ رہے اور اُسکو
تدابیر و راستے بتلائیے۔ ناستک نے کہا کہ مجھے آپکے ملک کی ضرورت نہیں ہے۔ اشغال دیوانی
سے مجھے رغبت نہیں ہے۔ کار ہائے دنیوی کی مجھے خواہش نہیں ہے۔ پھر چچ نے اُس سے پوچھا

اگر یہ حال ہے تو پھر حصار برہمن آباد میں کیوں آدمیوں کی طرفداری کرتے تھے۔ اُسنے کہا کہ جب اگھم لوہانہ مرگیا تو اُس کا بیٹا سربند باپ کی جدائی سے نہایت غمناک تھا میں اُس کو صبر کرنے پر تنبیہ کرتا تھا اور خدا کی درگاہ میں عاجزانہ التجا کرتا تھا کہ مخالفوں میں صلح و موافقت وہ ظاہر کر دے میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ میں بدھ کی خدمت کروں اور نجات آخرت کی طلب کروں اور اشغال بہتری دنیوی سے پرہیز کروں۔ مگر تم اس ساری مملکت کے راجہ ہو تمہارے حکم سے میں کل قبائل کو لیکر جو اب حصار میں چلا جاؤنگا اگرچہ مجھے یہ خوف ہے کہ اہل حصار بزراعت بدھ کے کراہت کرینگے اور ایذا پہنچائینگے۔ چچ نے کہا کہ بدھ کی پرستش بڑی معظم ہے اور اُس پر مداومت کرنی اولیٰ تر ہے۔ لیکن کوئی تیری حاجت ہو تو مجھ سے کہہ میں اُس کے پورا کرنے میں اپنی سعادت سمجھونگا۔ ناسک نے کہا کہ مجھے کوئی حاجت دنیاوی نہیں خدا مجھے مہمات اُخروی کی توفیق دے۔ چچ نے کہا کہ میں بھی نجات اُخروی کا خواستگار ہوں تو مجھے ہدایت کر کہ میں یہ جانوں کہ کسی کام میں اعانت کرنی میری نجات کا سبب ہوگی۔ سمنی نے کہا کہ تیری ہمت امور خیرات پر و خرید حسنات پر مقصور ہے تو میں تجھکو بتاتا ہوں کہ ایک پرانی پرستش گاہ ہے جسکا نام بدھ نوو ہار مشہور ہے۔ زمانہ کے ہاتھ سے اسمیں خلل و زوال آگیا ہے اپنی گرہ کے روپیہ سے ازسر نو تعمیر کرا دے اسطرح تیری اعانت سے مجھے فائدہ ہوگا۔ چچ نے کہا کہ میں آپ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب چچ یہاں سے برہمن آباد کو سوار ہو کر گیا تو وزیر نے پوچھا کہ آپ کا تو عزم مصمم یہ تھا کہ سمنی کو قتل کرائیے جب آپ اُس کے سامنے گئے تو آپ اُسکی رضاجوئی کے خود خواستگار ہوئے اور اُسکی درخواست کو منظور کر لیا۔ چچ نے کہا کہ جب میں اُس کے پاس گیا تو مینے دیکھا کہ کوئی چیز سحر و شعبدہ کی نہیں ہے اور میں نے یہ معائنہ کیا کہ میری نظر کے سامنے اُسکے سر پر ایک پیکر کھڑی ہوئی ہے جب میں بیٹھا تو اُسکی صورت مجھے مکروہ و سہمناک بدرو معلوم ہونے لگی اُسکی آنکھیں آگ کی طرح چمکتی تھیں غصہ سے بھری ہوئی تھیں اُسکے ہونٹ موٹے اور لمبے تھے اور اُس کے دانت مثل سنان تھے اُسکے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جو الماس کی طرح تاباں تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ کسی پر اُسکو چلائیگی اُسے دیکھ کر میں بہت ڈرا اور اُس سے کوئی بات ایسی نہیں کر سکتا تھا جسکو تم سن سکو مجھے اپنی بچانے کی فکر تھی میں اُسکی اعانت کر کے اپنی جان بچا لایا۔

برہمن آباد پہنچ کر جب تک شہر ہائے ملک کے تمام وجوہ مال و ترفیہ رعایا کا استحکام ہوا اُس نے جاٹوں اور لوہانوں کو بڑا ذلیل کیا اور اُنکے سرداروں کو سزا دی۔ اُنسے اوّل لیکر برہمن آباد میں قید کئے اور یہ شرائط ان کو مجبور کر کے ٹھہرائیں کہ وہ کبھی تلوار نہ باندھیں اگر باندھیں تو نقلی تلوار وہ کبھی جامۂ زرین پشمینی و مخملی و ریشمی نہ پہنیں اگر چادر ریسمانی پہنیں تو سُرخ و سیاہ رنگ کی ہو۔ بے زین اسپ پر سوار ہوں۔ سر و پا برہنہ رکھیں گھر سے باہر نکلیں تو کتے ساتھ رکھیں والی برہمن آباد کے باورچی خانہ کے لئے لکڑیاں بہم پہنچائیں۔ رہبری و جاسوسی کے لئے وہ آدمی بھیجیں جو خصوص اخلاص کے ساتھ ہوں سربند پسر الحکم کے ساتھ موافقت رکھیں اگر کوئی اُسکا دشمن اس ملک میں لڑنے بھڑنے آئے تو اپنے اوپر سربند کی مدد کرنی واجب جانیں۔ غرض اُس نے یہ سب کام کر کے اپنی سلطنت کو مستحکم کر لیا اور جس نے گردن کشی کی یا عداوت کی اُس سے اوّل لئے اور اُس کو سزا دی تاکہ وہ اپنے تئیں درست کرے +

جب چچ کو ان کاموں سے فراغت ہوئی تو اُسنے یہ ارادہ کیا کہ کرمان کی حدود کو متعین کرے کہ ملوک ہند کی سلطنت کی حدود سے ملی ہوئی تھیں کسریٰ بن ہرمز کے مرنے اور ملک فارس کی بربادی کے بعد اُس وقت سلطنت میں امور سلطنت ایک شہزادی دختر توران یا دختر زمان کے ہاتھ میں تھی جب چچ کو یہ معلوم ہوا تو اُسنے لشکر اعظم کو ساتھ لیکر کرمان جانے کا ارادہ کیا۔ اور جوتشیوں نے سفر کی ساعت نیک مقرر کی اُسمیں وہ ارمابیل کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں کا حاکم اُسکے استقبال کو آیا۔ باہم قول و قرار ایسے ہو گئے کہ جنسے اُنکے درمیان مودت و محبت دلوں میں قائم ہو گئی۔ یہاں سے وہ مکران کو روانہ ہوا۔ راہ میں جو رئیس ملا اُسنے اطاعت اُسکی اختیار کی۔ بلاد مکران اور کوہستان سے نکل کر وہ ایک اور بلاد میں پہنچا یہاں ایک گنبد نا تمام تھا اگر چہ پُرانا تھا اُسکے از سرِ نو تعمیر کرنے کا حکم دیا اور تمام گرد کے دہاقین کو جمع کر اُس عمارت کو پورا بنوا دیا اور یہ حکم جاری کیا کہ ہر روز صبح و شام پانچ باجوں کی نوبت بجا کریں یہاں سے کرمان کی طرف گیا۔ ایک ندی کے کنارہ پر ٹھہرا کہ مکران اور کرمان کے درمیان حد تھی یہاں شرقی حد مقرر کی اور اس ندی کے کنارے پر کھجور کے درخت لگائے اور یہ نشان کر دیا کہ چچ بن سلائج بن باس کے عہد میں ہند کی حد تھی۔ اور آج وہ ہمارے قبضہ میں آئی یہاں سے چل کر وہ ارمابیل میں آیا۔ اور توران سے ملک میں گذر کر

چچ کا رامابیل پہنچنا اور مالگزاری مقرر کرنا +

دشت توران میں آیا۔ راہ میں کوئی شخص اس سے لڑنے کو نہیں کھڑا ہوا۔ پھر وہ بلاد قندابیل (قندھار) میں آیا۔ یہاں بھی بیابان کو طے کر کے حصار کا قصد کیا۔ آدمیوں نے اس میں پناہ لی۔ پس جب ندی سیتی کے کنارہ آیا تو یہاں خیمہ لگایا۔ اہل حصار کو ایسا تنگ کیا کہ مال گزاری کے لئے انھوں نے لاکھ درہم اور ایک ہزار گھوڑے اسپ سالانہ دینے کا اقرار کیا۔ یہاں سے اپنی دار السلطنت الور میں آیا۔ یہیں مقیم رہا جب تک کہ سفر آخرت پیش آیا۔ چالیس برس تک سلطنت کی اور ملک کی آبادی اور افزائش میں کوشش کی +

چچ کی جگہ چندر بن سلائج کا تخت نشین ہونا +

چچ کی وفات کے بعد اسکا بھائی چندر بن سلائج دار الملک الور میں تخت نشین ہوا۔ اسنے راہبوں اور ناستکوں (بدھوں) کے مذہب کو بڑی تقویت دی اور اس مذہب کے مسائل کو رواج دیا۔ بہت سے آدمیوں کو بزور شمشیر اس مذہب میں داخل کیا۔ اسکو سلاطین ہند نے بہت سے خطوط و مکتوب لکھے۔

مہتہ رئیس ہندوستان کا سفر +

جب مہتہ رئیس ہندوستان راجہ کنوج (قنوج) پاس پہنچا۔ ہندوستان کا ملک اس وقت نہایت سرسبز ہو رہا تھا۔ قنوج میں سیہی رس بن راسل راجہ تھا۔ مہتہ نے اس پاس جا کر یہ کہا کہ چچ بن سلائج مر گیا اور اسکا بھائی چندر جو راہب ہے تخت نشین ہوا۔ وہ ناستک ہی عبادت خانہ میں سارے دن وہ ناستکوں اور راہبوں اور مذہبی آدمیوں کے ساتھ تدریس علم میں مشغول رہتا ہے ایسے آدمی سے سلطنت کا چھین لینا سہل ہے اگر راجہ اس ملک پر قبضہ کر کے مجھے عنایت کرے تو اس نواح کی مال گزاری میں اپنے ذمہ لیکر راجہ کے خزانہ میں بھیجا کروں۔

سیہی رس نے مہتہ سے کہا کہ چچ کا ملک بڑا اور ولایت اسکی وسیع تھی وہ مر گیا اگر اسکے ملک میں قبضہ کر لوں اور کسی حصے میں تجھے حاکم مقرر کر دوں تو میری مملکت وسیع ہو جائے اور پس سیہی رس نے اپنے بھائی برباس بن کسائس کو روانہ کیا۔ ملک کشمیر و رمل میں چچ کا نام اسم رواج کرتا تھا۔ اسنے بھی برباس کے شریک ہونیکا وعدہ کیا اور دونوں لشکر لیکر روانہ ہوئے اسدہ ندی کے کنارہ پر پہنچے حصار دیول میں جو چند گماشتے اور اہلکار تھے وہ بھاگ گئے اس حصار پر چلا اور وہاں قبضہ کیا اور آگے بڑھا اور بند کاہو پر پہنچے۔ یہاں ایک مدت قیام کیا اور وہ کی ہوا کی۔ چندر بن سلائج پاس قاصد اور نامہ بھیجا کہ تم یہاں آؤ اور جاری اطاعت

اختیار کرو اور ہم تمہاری حفاظت کریں چندر نے آنے اور اطاعت سے انکار کیا اور سامان جنگ مہیا کیا

سی ہرس داہر نے پاس ایلچی بھیجا کچھ دنا دفرب کی چالیس چلا مگر کوئی داؤ نہ سکا نہ چلا

اسے نیل مرام رہا۔ چندر کی سلطنت قائم ہو گئی۔ رعایا اسکو جس تن سے لگی سات برس تک اس نے راج کیا

آٹھویں سال موت آ گئی۔ الور کے تخت پر داہر بیٹھا اور برہمن آباد میں چندر کا بیٹا راج راجہ ہوا

مگر یہاں راج کی حکومت ایک برس رہی کہ وہ مر گیا۔ اسکے بعد دھرسیہ بن چچ نے اس ملک پر

قبضہ کیا۔ اسکی بہن مائی اس بھائی کے ساتھ بہت موافقت رکھتی تھی اور اُس کی اطاعت

کرتی تھی اٹھم کی بیٹی سے دھرسیہ نے شادی کی اور وہ پانچ برس تک برہمن آباد میں رہا۔ اطراف کے

روساء نے اُسکی اطاعت اختیار کی۔ کچھ دنوں وہ قلعہ راور میں رہا۔ اس قلعہ کی بنیاد چچ نے

ڈالی تھی۔ مگر اسکو پورا بنا ہوا اپنی زندگی میں نہیں دیکھ سکا۔ مگر دھرسیہ نے اس کام کو پورا کیا اور

آس پاس کے باشندے یہاں بسا دئے اور اسکا نام راور رکھا اور پھر وہ برہمن آباد چلا گیا اور یہاں اپنی

سلطنت کو نہایت مستحکم کیا۔

ایک دن دھرسیہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میری بہن بیاہنے کے قابل ہو گئی ہے اور کہیں اسکا بیاہ

نہیں ہوتا کہ اس پاس قاصد یہ پیغام لیکر آئے کہ ملک رامل میں جو بھاٹیہ کا راجہ سوہن ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ

آپ اپنی بہن کا بیاہ اُس سے کر دیں اُس نے بہن کا جہاز شاہانہ تیار کیا اور سات سو گھوڑے اور پانچ سو سپاہی

بہن کے ہمراہ کر کے الور کو راجہ داہر پاس بھیج دیا۔ اور بھائی کو لکھا کہ وہ بہن کی شادی بھاٹیہ کے راجہ

سے کر دے اس راجہ نے یہ اقرار کر لیا ہے کہ وہ حصار کو اپنی بیوی کے مہر میں دیدیگا۔ قاصد الور

میں آیا اور ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا۔ ارکان شاہی میں سے کسی ایک نے راجہ داہر سے کہا کہ ایک منجم بڑا صاحب

کمال آیا ہے۔ راجہ نے کہا کہ تم جا کر ہمارے سفر و حضر و رونق ممالک و امور سلطنت کے باب میں استفسار

کرو اُس نے کہا کہ مہاراج راجاؤں کو یہ زیبا نہیں ہے کہ حکماء و علماء و فضلاء کے لئے اپنے دربار میں آنے کا

وقت تنگ کریں کیونکہ یہی ہمارے امام اور پیشوا ہیں انکی خدمت میں جانا اور انکا احترام کرنا اپنے

اوپر لازم کرنا چاہئے کہ انکی رضا سے جاہ و مراتب کو ازدیاد و دوام ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ

خود زحمت گوارا کر کے منجموں سے پوچھیں گچھیں یہ سنکر راجہ داہر خود منجم پاس گیا اور سب کچھ سوالات

چندر کی سلطنت

منجملہ اُنکے ایک یہ بھی تھا کہ ہماری بہن مائی کے طالع کی کیفیت کیا ہی منجم نے کہا کہ حساب سے یہ معلوم
ہوتا ہی کہ وہ حصار الور سے باہر نہیں جائیگی اور جس شخص کے تحت فرمان ملک ہندوستان ہوگا
اُسے اسکا بیاہ ہوگا۔ منجم سے یہ بات سن کر راجہ کو فکر ہوا وزیر بدھی من اپنے باپ کے وزیر کو بلایا۔ یہ
سارا حال اُسکو سُنایا۔ وزیر نے کہا کہ مہاراج یہ چار چیزیں جب اپنے مقام سے ٹل جاتی ہیں تو پھیر
اپنی جگہہ پر قائم نہیں ہوتیں بادشاہ اپنے ملک سے۔ وزیر اپنی وزارت سے۔ گرو اپنے چیلوں سے
بال ناخن سے۔ بادشاہ مملکت کے لئے اپنے بھائیوں اور عزیزوں کی جان لے لیتے ہیں ان کو جلا وطن
کر دیتے ہیں اور اُنکی مداخلت اور شارکت کو ملک داری میں روا نہیں رکھتے جب بادشاہ معزول ہو جاتا
ہے تو عوام الناس کے مساوی ہو جاتا ہے۔ منجم نے جو حکم لگایا ہے اُسکے موافق آپ کو اپنی بہن کے ساتھ
بیاہ کر لینا چاہئے اور اُس کو اپنے تخت پر اپنی برابر بٹھانا چاہئے تاکہ یہ مملکت تیری قائم رہے
دا ہر نے وزیر سے یہ پوچھہ کر اُن پانچ سو آدمیوں کو جو اسکے خواص اور معتقد تھے بلایا۔ اور یہ فرمایا
کہ مجھے ہر حال میں اعتقاد اور اعتضاد تمھاری کفایت و شہامت پر ہی تمھاری مشاورت و صحبت بغیر
میں کوئی کام سلطنت کا نہیں کرتا منجم نے یہ کہا ہی کہ مائی اس حصار کے باہر نہیں جائیگی اور شوہر اسکا
وہ شخص ہوگا جسکے قبضہ میں مملکت ہوگی ایسا نہ ہو کہ سلطنت کا انقلاب ہو۔ راج پاٹ چھوڑنا
بڑا دشوار ہے۔ بدھی من وزیر نے جو مصلحت بتلائی ہی وہ نہایت شرمناک ہی اس سے برہمنوں کے
خاندان کا مُنہ کالا ہوتا ہی جب اسکا شہرہ ہوگا تو اور راجا اور پرجا ذات سے نکال دینگے۔ اب تم
سب سوچ کر جواب دو۔ راجہ کے اس وسوسہ کے دور کرنے کے لیے بدھ من وزیر نے یہ حکمت نکالی
کہ ایک بکری کی پشم پر خشخاش کے دانے بو کر اُس کو سر سبز کیا اور اُسکو شہر میں چھوڑ دیا سارے شہر
میں اُسکی دھوم مچ گئی۔ جو ہی اُسی کا ذکر کرتا ہی اور تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہی مگر تین روز کے بعد
پھر کسی نے اُسکو نہ پوچھا کہ وہ کیا ہی۔ وزیر نے یہ تماشا دکھا کر راجہ سے کہا کہ جو کام نیک و بد
ہوتا ہی اُسکا چرچا تین چار روز تک رہتا ہی پھر کوئی اسکی خیر و شر کو یاد نہیں کرتا۔ بادشاہ پر
یہ فرض ہی کہ وہ کام کیے جس سے سلطنت ہاتھ سے نہ جائے غرض وزیر کی اس فہمائش سے ان پانچسو
آدمیوں نے بھی کہ باہم اتفاق کر لیا کہ راجہ اپنی بہن سے بیاہ کر لے۔ راجہ نے بھی کہا کہ بہن سے شادی کر لی

اور اسکا حال سب خاص و عام پر کھل گیا۔ اسکے بعد راجہ داہر نے اپنے بڑے بھائی دھرسیہ کو بقصد تعظیم و تکریم خط میں سارا حال اول سے آخر تک لکھا۔ دھرسیہ نے اس خط کے جواب میں لکھا کہ یہ کام تم نے خواہ بمجبوری کیا ہو یا باختیار کسی طرح اسمیں تمہارا عذر قابل پذیرائی نہیں ہے یہ خط دھرسیہ کا داہر پاس پہنچا تو اُسنے ارادہ کیا کہ بھائی پاس جائیے اور معذرت کیجیے۔ اس کی صلاح وزیر سے پوچھی۔ وزیر نے کہا اگر وہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو تو پہلے جان سے ہاتھ دھو لو اس معاملہ میں دونو بھائیوں میں بہت کچھ خط کتابت ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ الور پر دھرسیہ نے چڑھائی کی۔ بہت دنوں تک داہر کی گرفتاری کی فکر میں رہا۔ اُس کو اپنے پاس بلاتا رہا۔ داہر کو بدھی من وزیر سمجھاتا رہا کہ تو بھائی پاس گیا نہیں کہ مارا گیا نہیں۔ غرض دونو بھائیوں میں خوب داؤ پیچ ہوئے مگر ایک دوسرے کو پچھاڑ نہ سکا۔ دھرسیہ کو ان بخششوں سے ایکدن تپ چڑھی دوسرے دن بدن پر آبلے نکلے چوتھے روز جان عزیز رخصت ہوئی۔ داہر کو اسکی خبر ہوئی اُس نے بھائی کے لشکر میں جانے کا قصد کیا اس حال میں بھی بدھی من وزیر نے جانے سے منع کیا اور یہ لومڑی کی نقل سنائی کہ ایک لومڑی چلنے پھرنے سے جب عاجز ہوئی تو مردہ بن کر وہ لیٹ جاتی مردار خوار جانور اُسکے کھانے کو رکتھے ہوتے یہ انہیں سے کسی کو نوش جان کرتی۔ راجہ صاحب کہیں یہی واقعہ آپ کو نہ پیش آئے غرض جب سب طرح سے تحقیق ہو گیا کہ دھرسیہ حقیقت میں مر ہی گیا ہے تو داہر اُسکے لشکر میں گیا اور اُس کی لاش کو جلایا +

داہر برہمن آباد میں آنکر ایک سال مقیم رہا کہ اطراف ملک کے رئیسوں کو مطیع کرے اُس نے دھرسیہ کے بیٹے پر بڑی مہربانی اور شفقت کی۔ پھر وہ سیوستان گیا وہاں سے راور جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے بہانگی آیا۔ ہوا خوش تھی جاڑے کے چار مہینے وہاں بسر کئے۔ آٹھ برس تک وہ ملک کے انتظام میں ساعی رہا تو اسکی سلطنت ہند و سند میں بخوبی قائم ہو گئی۔ اس کے راج کی دھوم مچ گئی۔ رمل کے رئیسوں کو اسکی دولت اور ہاتھیوں کا حال معلوم ہوا۔

رمل کے رئیس ایک لشکر جرار اور ہاتھیوں کو ساتھ لیکر بڑے ساز و سامان سے داہر سے لڑنے کے لیے بدھیہ کی راہ سے نکلے اور چڑھ آئے اور اُسکو فتح کر کے دہ لور پہونچے۔ داہر کو سب اسکی

خبر پہونچی تو اُسنے بدہی من وزیر کو بلا کر کہا کہ ایک دشمن قوی ہماری ولایت کے اندر آگیا ہے آپ کی صلاح
و مشورہ اسکے دفع کرنے کے لیے کیا ہے مطلع کیجیئے۔ وزیر نے کہا کہ بقا بادشاہ رہے۔ اگر آپ حرب و خصومت کی
تقویت و شوکت ایسی رکھتے ہیں کہ اُس سے لڑ سکتے ہیں تو تلوار میان سے نکالیے اور لڑائی کے لیے
کمر باندھیے اور دشمن کو دفع کیجیئے۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو مصالحت و موافقت کیلئے مال نذر دیجیے۔ بادشاہ
اسی دن کے لیئے دفینے رکھتے ہیں کہ کیا اسکو سپاہ میں خرچ کر کے دشمن سے لڑتے ہیں یا اُس کو دشمنوں کو بطور
دیگر دفع کرتے ہیں۔ آدمی کے دین دنیا کے کام دولت ہی سے سرسبز ہوتے ہیں دنیا میں دشمنوں کو وہ
دفع کر دیتی ہے۔ آخرت کے لیے وہ زاد راہ تیار کر دیتی ہے۔ داہر نے کہا کہ مجھے اس عار اٹھانے سے کہ دوسرے
کے آگے سر جھکاؤں مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے +

محمد علافی بنی سامہ میں سے داہر کے پاس پانسو عرب لیکر آگیا تھا (اُسکا حال پیچھے بیان ہوگا)
اسکو بدہی من وزیر نے راجہ داہر کو بتلایا کہ اہل عرب کی برابر کوئی شیوۂ جنگ نہیں جانتا اس سے استمداد
کر کہ وہ تیری طرف سے لڑے۔ راجہ داہر ہاتھی پر بیٹھ کر اُسکے گھر گیا اور کہا کہ اے وجیہ العرب میں
عزیز رکھتا ہوں اور بہت رعایت تیرے ساتھ کرتا ہوں مجھ پر یہ کڑا وقت آیا ہے کہ ایک دشمن قوی
سر پر آگیا ہے اس میں تیری راے صواب کیا ہے اس سے اطلاع دے جو کچھ تو کر سکتا ہے اُسے کہہ محمد علافی
نے کہا کہ راجہ کو خوشدل ہونا چاہیے اور کوئی اندیشہ نہ کرنا چاہیے کہ میری تدبیر دشمن کے مٹا دینے کے
لئے کافی ہوگی۔ محمد علافی نے پانسو عربی سپاہیوں اور باقی ہندی سپاہیوں کے اہل کے لشکر پر شب خون
مارا اور چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دشمن کا لشکر پریشان ہو گیا۔ اسی ہزار آدمی اور پچاس ہاتھی گرفتار
کیے گئے اور گھوڑے اور ہتیاروں کا تو حساب ہی نہیں کہ کتنے ہاتھ آئے غرض بڑی فتح نمایاں حاصل کی۔
دوسرے روز قیدی آئے اُنکے قتل کا حکم ہوا۔ مگر وزیر علافی نے کہا کہ جب بادشاہوں کو خدا تعالےٰ
فتح دے اور دشمن کے اکابر و اعیان اسیر ہوں تو اُنپر رحم کرنا چاہیے۔ بہتر ہے کہ ان قیدیوں کو
کی جان بخشی کی جائے۔ اس سفارش سے داہر نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ داہر نے وزیر مبارک تدبیر
محمد علافی سے کہا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ مانگو۔ وزیر نے کہا کہ میرے بیٹا کوئی نہیں ہے کہ میرا
نام دنیا میں زندہ رہے اسلئے آپ یہ حکم دیجیے کہ دار الضرب میں جو سکے ڈھلیں اُن کے ایک طرف

محمد علافی

میرا نام ہو اور دوسری طرف آگیا جس سے ہندوستان میں میرا نام ہمیشہ یادگار رہے۔ راجہ نے یہی حکم دیدیا اُس کی سلطنت کو پھر استحکام ہو گیا۔ وہی راجا تھی جو ترتیب کرتا رہا کہ مسلمانوں کی مداخلت اِس کے راج میں شروع ہوئی

تحفۃ الکرام میں لکھا ہے کہ چچ نے دھہرت راجہ چتور یا جی بود کو مار کر اپنی سلطنت سنہ ہجری میں جمائی چالیس برس سلطنت کی اِس کے بعد چچ کا بھائی راجہ چندر راجہ ہوا اُس نے آٹھ برس راج کیا اُس کے بعد راجہ داہر ۳۳ برس سلطنت کر کے ۹۳ھ میں مارا گیا۔ ان برہمنوں کے بنس کے راج کی مدت ۹۲ سال ہوتی ہے مگر جو اوپر اُنہوں نے تفصیل لکھی ہے اُس سے ان تینوں سلطنتوں کی مدت ۸۱ سال ہوتے ہیں

ملک سندھ پر اہل عرب کی حملہ آوری اور فتحیابی

ہم نے پہلے بیان کیا کہ بلاد کرمان و سجستان کی فتوح سے اہل عرب کی سلطنت کا ڈانڈا ملک سندھ کی سلطنت سے مل گیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ زبردست سلطنت کی ہمسایہ میں جو کمزور سلطنت ہوتی ہے وہ ہمیشہ زبردست سلطنت کی محکوم ہو جاتی ہے اسلیے ضرور تھا کہ ملک سندھ پر اہل عرب کا تسلط ہو آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ تو اہل عرب کو ملک سندھ کی طرف کچھ خیال نہیں ہوا مگر بعد اس زمانہ کے خلفاء کے عہد میں اُنھوں نے اس ملک پر حملے کیے اور فتحیں پائیں یوں حملات و فتوحات کو بالترتیب اول سے اس زمانہ تک کہ سلسلہ خلافت عرب سے ملک سندھ جدا ہو گیا بیان کرتے ہیں

خلفاء راشدین

اِس خلافت میں ۱۵ھ میں عثمان بن عاص ثقفی حاکم بحرین و عمان نے حضرت عمرؓ کی بغیر صلاح و مشورہ عمان کی راہ سے ساحل ہند پر ایک لشکر جنگ و غزا کے لیے بھیجدیا۔ وہ بمبئی میں تانا تک آیا اُسپر حضرت عمرؓ نے ناراض ہو کر یہ خط لکھا کہ اے برادر ثقفی تو نے لکڑی میں گھن لگا دیا۔ اِس جہم میں میرے آدمی شکست پا کر جتنے مارے جاتے تو بخدا اُتنے آدمی تیرے قبیلہ سے قتل کرتا

اسی زمانہ میں حکم برادر عثمان جو بحرین کا حاکم مقرر ہوا تھا بہروج پر فوج بھیجی کشتیاں لشکر سمیت دریا کی راہ سے روانہ کیں اور اس لشکر کا سردار اپنے بھائی مغیرہ بن العاص کو مقرر کیا۔ تا کہ اس راہ سے دیبل پر پہنچے۔ اُس زمانہ میں ملک سندھ میں چچ بن سلائج کا راج ۳۵ سال سے چلا آتا تھا۔

یہاں کے رہنے والے تجارت پیشہ تھے۔ سمہا بن دیو رایچ یہاں چچ کی طرف سے حاکم تھا جب اہل عرب کا
لشکر دیبل پر پہنچا تو وہ اُنسے لڑنے آیا لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ ایک شخص ثقفیوں میں سے یہ حکایت کرتا ہے
کہ مغیرہ بن ابی العاص کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اور زبان پر بسم اللہ فی سبیل اللہ کا کلمہ تھا وہ شہید ہو گیا۔ اُسی
لوگوں نے پوچھا کہ تو تو لڑ رہا تھا تو نے یہ آواز کہاں سے سُن لی اُس نے کہا کہ ہاتھ لڑتا تھا گوش ان میں آواز سنتا تھا

تھوڑے دنوں کے بعد عراق کا حاکم ابو موسیٰ اشعری مقرر ہوا۔ ربیع بن زیاد حارثی کو اُس نے
بلاد کرمان و مکران میں حاکم مقرر کیا۔ دار الخلافت سے ابو موسی اشعری کے نام حکم آیا کہ ممالک و مسالک سندھ
کا حال حتی الوسع دریافت کر کے اطلاع دے۔ ابو موسی اشعری ابھی مغیرہ کی مہم کا حال دیکھ چکا
تھا اُسنے خلیفہ کو جواب لکھا کہ ہند و سند کا راجہ بڑا طاقتور اور متکبر خبیث الباطن و بدہ پرست ہے
اُسپر حضرت عمرؓ نے تاکیدی احکام جاری کر دیے کہ ہند پر جہاد نہ کیا جائے۔ بحری مہمات حضرت عمرؓ کو
پسند خاطر نہ تھیں اسمیں بہت سی مصلحتیں تھیں وہ خوب جانتے تھے کہ اہل عرب سطح ساحل بحر
پر بحری کاموں میں مشاق نہیں ہیں بحر قلزم کے ساحل پر اہل عرب بحری کاموں میں ایسے مشاق
و چست و چالاک نہ تھے جیسے کہ بحر ہند کے ساحل پر جب ملک مصر فتح ہوا ہے تو اُنہوں نے عمرو بن
عاص سے پوچھا کہ سمندر کا حال کیا ہے تو اُسنے جواب میں لکھا کہ سمندر ایک بڑا ہو کھر ہے جسمیں بعض
پانی کو اسطرح کاٹ کے چلتے ہیں جس طرح لکڑی کے شہتیروں کو کیڑے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے
بحری مہمات کی ممانعت فرما دی حضرت عثمان کی خلافت میں ممانعت دور ہوئی امیر معاویہ نے
۲۸ھ میں جزیرہ قبرس پر جسکو اب سائپرس کہتے ہیں حملہ کیا ہے پھر مسلمانوں میں بحری مہمات کا
آغاز ہوا۔ اور امیر معاویہ نے اپنی خلافت میں تو دشمنوں کے مقابلہ میں بحری لشکر روانہ کیے۔
۳۱ھ میں عبد اللہ بن عامر نے بعد کرمان کو فتح کر کے سیستان یا سجستان میں داخل ہوا اور اسکی
دار السلطنت کو اشیر کو جوش خمیہ سے چپ تھا فتح کیا اور مکران میں آگے قدم بڑھایا اہل مکران نے
فرماں روا سندھ سے امداد طلب کی۔ اُسنے اپنا لشکر اُنکی امداد کے لئے بھیجا مگر دونو لشکروں نے مل کر لشکر
اسلام سے ایک رات میں ہزیمت پائی کوئی لکھتا ہے کہ اس لڑائی میں ہند و سند کا فرماں روا بھی مارا گیا
ان فتوحات کے جوش میں آکر عبد اللہ بن عامر نے حضرت عمرؓ سے دریاء سندھ کے عبور کرنے کی درخواست کی

مگر وہ اپنی اُسی محتاط کئے گئے پابند تھے اسلئے یہ درخواست نامنظور فرمائی۔ اس خلافت میں شہر بصرہ کی
بنیاد بھی اس نظر سے ڈالی گئی کہ فارس اور ہند کے راستہ پر قبضہ ہو جائے اور خلیج فارس کی آمد و رفت
پر اختیار ہو جائے اور شاہی خاندان فارس کے بھاگ جانے کا یہ راستہ بھی بند ہو جائے۔ بصرہ کے بندرگاہ
میں اب تک یورپ کے جہازوں کی آمد و رفت ہے ہند کی تجارت کے لئے یہ عمدہ راستہ و قیام گاہ ہے

خلافت حضرت عثمان

اس خلافت میں بر دل عزیز ابو موسیٰ اشعری کی جگہ عبد اللہ بن عامر بصرہ میں حاکم مقرر ہوا
اُس نے یہ خیال کر کے کہ مشرق میں سلطنت بڑھانے کا موقع یہ خوب ہے خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے
حکیم بن جبلہ العبدی کو اس غرض سے روانہ کیا کہ وہ سجستان و مکران کا اور نیز ملک سندھ کا
حال تحقیق کر کے اطلاع دے۔ حکیم بڑا سخن گو اور شاعر کامل تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ
عبد اللہ بن عامر کو لکھا تھا کہ حکیم ابن جبلہ کو ہندوستان روانہ کرے کہ وہ ممالک ہند و سندھ کا حال
تحقیق کرے۔ عبد اللہ نے اُسے بھیجا۔ وہاں اُس نے حالات تحقیق کر کے عبد اللہ کے پاس آیا اور اُنکو
بشرح و بسط اُسکے روبرو بیان کیا۔ عبد اللہ نے اُسکو امیر المومنین عثمان رضی کے پاس بھیجدیا۔ وہ جب اُن کی
خدمت میں حاضر ہوا تو اُنھوں نے اُس سے پوچھا کہ اے حکیم تو نے ہندوستان کو دیکھا وہاں کے حالات
کیا ہیں اُس نے کہا کہ وہاں میں نے دیکھا کہ آب کم یاب میوے ترش و بے مزہ۔ زمین سنگ لاخ۔ باشندے وہاں کے
بہادر اگر تھوڑی فوج وہاں بھیجی جائے تو اسے وہاں کے آدمی کھا جائیں اور اگر زیادہ جائے تو بھوکی پیاسی
مر جائے۔ اسپر حضرت عثمان نے پوچھا کہ عہد و پیمان کیسا ہے اہل ہند کا کیا حال ہے تو اُس نے جواب دیا
کہ بڑے خائن اور غدار ہیں۔ یہ حالات سُن کر خلیفہ نے عبد اللہ کو لکھ بھیجا کہ سندھ پر لشکر کشی سے
احتراز کرے۔ حکیم ملک کے ایسے بڑے حصہ میں آیا کہ جسکے حالات دریافت ہونے سے اہل عرب کا
خیال اس طرف فتوحات کا سرد ہو گیا۔

خلافت حضرت علی

حضرت علی مرتضیٰ ؑ کی خلافت میں عمر بن حارث یہ روایت کرتا ہے کہ اُنہوں نے تاغر بن دعور کو
سرحد ہند کے لشکر پر افسر مقرر کیا۔ اور ایک لشکر اُسکے ساتھ کیا جسمیں ایک جماعت اکابر و اعیان
کی تھی۔ ۳۸ھ میں وہ راہ بہریہ و کوہ پایہ سے روانہ ہوا۔ جہاں گیا وہاں مظفر و منصور ہوا غنیمت و
لونڈی غلام اسکے ہاتھ لگے۔ اسی طرح کیکانان یعنی کنکان میں پہنچا جہاں کے بیس ہزار آدمی ا

رو گئے اور لڑنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس لشکر میں حارث بن مرہ بڑا مرد شجاع تھا۔ ایک ہزار سوار مبارز اسکے لشکر میں تھے سخت لڑائی شروع ہوئی۔ اہل عرب کا رستہ اہل کیکان بند کرنا چاہتے تھے۔ مگر اہل عرب نے اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سارے چپ و راست کے پہاڑ گونج اٹھے اور دشمنوں کی لڑائی سے جی گھبرا گئے بعض نے آنکر اسلام قبول کیا۔ باقی حیران و پریشان فرار ہو گئے۔ یہ ایک فسانہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج تک ان پہاڑوں سے اللہ اکبر کی آواز آتی ہے۔ یہ فتح حاصل ہو ہی رہی تھی کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر آئی جب وہاں سے لشکر پھر کر مکران میں آیا تو سنا کہ امیر معاویہ خلیفہ ہو گیا۔ اس لڑائی میں حارث بن مرہ نے بڑا نام پایا +

خلفاء خاندان معویہ یعنی بنی امیہ کی خلافت ۴۱-۱۳۲ھ ۶۶۱-۷۵۰ء

اس خاندان میں اول خلیفہ امیر معاویہ ہوا اُسنے عبداللہ بن سوار کو چار ہزار سوار دے کر ہند کی سرحد پر جو کیکان کی طرف ہے حاکم مقرر کیا۔ عبداللہ کی سخاوت کا حال یہ تھا کہ سوا اُسکے گھر کے کسی اور شخص کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ مشرقی سرحد پر اُسنے بہت غنیمت حاصل کی جب وہ امیر معاویہ پاس گیا تو اُسنے کیکان کے گھوڑے نذر کیے۔ وہ تھوڑے دنوں امیر معاویہ کی خدمت میں رہا۔ پھر کیکان میں آیا جہاں ترکوں نے سارا لشکر جمع کر کے اُس سے لڑے اور اُسکو مار ڈالا +

اسی حال کو چچ نامہ میں یوں لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے عبداللہ بن سوار کو چار ہزار سوار دیکر ولایت سندھ حوالہ کی اور یہ کہا کہ وہاں ایک کوہ کیکان ہے جہاں کے گھوڑے بلند قامت مشہور و معروف ہیں قسم قسم کے ہوتے ہیں وہ پہلے غنائم میں میرے پاس آ چکے ہیں مگر وہاں کے آدمی غدار ہیں پہاڑوں میں پناہ گیر ہو کر اپنی تمرد اور سرکشی کی سزا بھول جاتے ہیں عمر بن عبداللہ بن عامر کو دارابیل کو فتح کرنے کو بھیجا اور اسکے واقعہ کی روایت اس طرح سے بھی کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن سوار چار ہزار سوار کے ساتھ بھیجا گیا تو کوئی شخص اُسکے لشکر میں آگ نہیں جلاتا تھا۔ کل زاد راہ ہمراہ تھا۔ ایک رات کو شعاع آتش نمایاں ہوئی جب اُسکی تحقیقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ کسی زن حاملہ کو آگ کی ضرورت پڑی تھی اُسنے آگ روشن کی تھی عبداللہ نے اس عورت کو آگ روشن کرنے کی اجازت دیدی تو وہ ایسی خوش ہوئی کہ تین روز تک سارے لشکر کو کھانا کھلایا۔ جب عبداللہ کیکان میں پہنچا تو دشمنوں کا غلبہ ہوا تھا اُسکے تمام روز و دو

دشمنوں نے بند کر دیا عبد اللہ نے سلاحداروں خواص کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا اور پکار کر کے کہا کہ اے فرزندان
مہاجر و انصار دشمنوں سے لڑنے میں روگردانی مت کرو اور اپنے ایمان میں خلل مت ڈالو شہادت پاؤ مگر
کیکانیوں نے لشکر اسلام کو شکست دیدی اور عبد اللہ بن سوار شہید ہوا۔ اسکی جگہ سنان بن سلمہ مقرر ہوا۔
اسکے بعد امیر معاویہ نے زیاد والی عراق کو لکھا کہ کسی ایسے شخص کو انتخاب کرو کہ وہ ملک ہند کے لئے
لائق و شائستہ ہو۔ زیاد نے حنف قیس کو انتخاب کیا جو مومنین میں سب میں لائق تھا۔ وہ مکران میں گیا
اور دو سال ایک مہینہ کے بعد وہ معزول ہوا +

ایک مورخ اس طرح ابن اوبر کے حال کو لکھتا ہے کہ زیاد بن ابو سفیان نے سنان بن سلمہ کو ہند کی
حکومت حوالہ کی وہ بڑا لائق اور خدا ترس تھا۔ یہی اول شخص تھا کہ جس نے سپاہیوں کے حلف میں بیوی
کے طلاق دینے کی سزا داخل کی۔ اس نے اپنے منصب کے کاموں کو بہت اچھی طرح سے کیا۔ مکران
کو زیر کیا اور وہاں شہر آباد کئے۔ وہیں سکونت اختیار کی اور تمام اضلاع سے مالگذاری کا روپیہ
وصول کیا۔ ابن الکلبی اس فتح کو حکیم سے جسکا اوپر ذکر ہوا منسوب کرتا ہے۔ ہندلی روایت کرتا ہے
کہ جب زیاد نے ابن سلمہ کو معزول کیا تو اسکی جگہ راشد بن عمر المندر کو مقرر کیا۔ راشد شریف اور بزرگ
ہمت تھا۔ امیر معاویہ نے اُسے بلایا اور اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور بزرگان سلطنت سے اُسنے کہا کہ راشد
مرد شریف ہے۔ اسکی اطاعت سب پر واجب ہے اور جب جانیں لڑائی میں اُسکی مدد کریں تنہا اُسکو نہ چھوڑیں
جب وہ مکران میں گیا تو اپنے اعیان اور بزرگوں کے ساتھ سنان سے ملاقات کرنے گیا۔ اس کو
کامل قوی سے اور لشکر کشی کے لئے ایک مرد بزرگ دیکھا دونوں ساتھ ملے امیر معاویہ نے سنان کو لکھ بھیجا
تھا کہ تم راشد سے ملکر سند و ہند کے کل راز کے معاملات پر اسے مطلع کردو۔ راشد نے سنان سے سب مخفی
معاملات ہند و سند خوب دریافت کر کے سرحد کی طرف لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ کوہ پایہ سے مالگذاری
کا روپیہ وصول کیا یہاں سے کیکان گیا۔ وہاں سال حال کی اور سال گذشتہ کی باقی مالگذاری کا
روپیہ وصول کیا۔ بہت کچھ غنیمت حاصل کی اور سرکشوں کو لونڈی غلام بنایا۔ ایک سال وہاں
ٹھیر کر سوستان کی راہ سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ اور کوہستان مندر اور بہرج میں پہونچا۔ ان
پہاڑیوں کی جماعت پچاس ہزار کی جمع ہو گئی اور راہیں ساری اُنہوں نے بند کردیں تیغ سے

شام تک لڑائی رہی جسمیں اشد شہید ہوا تو سنان بن سلمہ اسکی جگہہ نہایت اعزاز کے ساتھہ پھر مقرر ہوا وہ کیکانان کی طرف روانہ ہوا سب جگہہ اسکو کامیابی اور فتحیابی ہوئی۔ وہ اس طرح فتحیاب ہوتا ہوا بدھیہ پر پہنچا۔ یہاں کے آدمیوں نے غدر مچا کے اسکو شہید کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسنے قصدار کو فتح کیا اور یہیں وفات پائی +

سنہ ۶۲ھ میں بیان کیا گیا ہے کہ سرحد ہند کی حکومت کا خلعت منذر بن جارود کو پہنایا گیا جسوقت وہ روانہ ہوا تو اسکا کپڑا کسی لکڑی میں پھنس کر پھٹ گیا تو عبد اللہ بن زیاد اس کو فال بد سمجھا اسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ منذر اس سفر سے زندہ سلامت نہیں آئیگا وہ ہلاک ہوگا (یہ خیال ایسا ہی تھا جیسا کہ سموائل کی کتاب میں ۱۵ باب ۲۷ و ۲۸ آیت میں لکھا ہے کہ جب سموائل پھر کر روانہ ہوا تو اسنے اسکی چادر کا کونہ پکڑا اور وہ چاک ہو گیا تب سموائل نے اس سے کہا کہ خداوند نے تیری بادشاہت جو تو بنی اسرائیل پر کرتا تھا تجھہ سے آج ہی چاک کر لی) پس جب منذر سرحد توران پر پہنچا تو بیمار ہو کر مر گیا۔ اسوقت اسکا بیٹا حکم کرمان میں تھا وہ عبد اللہ کے پاس آیا تو اسنے اس کو باپ کی جگہہ چھہ مہینے کے لئے مقرر کیا اور بیس ہزار درہم عنایت کئے +

خلیفہ عبد الملک کے عہد میں مورخ کہتے ہیں کہ ۶۵ھ میں سندہ کی راہ سے راجپوتانہ پر مسلمانوں نے حملہ کیا اور ان کے ساتھہ لڑائی میں اجمیر کا راجہ مانک رائے اور اسکا بیٹا دونو مارے گئے +

جب عبد الملک اپنے باپ کی مسند خلافت پر بیٹھا ہی تھا تو مملکت میں بہت طرف شور و فساد برپا تھا مگر اسنے ان تمام فسادوں کو مٹا کر اور اپنے ملک پر پورا التسلط کر کے سلطنت کے وسیع کرنے پر کمر ہمت [...]ہ۔ اسنے اپنے فتحمند سپہ سالار حجاج بن یوسف کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ اسنے سعید بن اسلم [...]ن کی حکومت پر مقرر کیا جب وہ یہاں آیا تو اسنے سفہوی بن لام الحماقی کو مار ڈالا اور [...]کے سر کو حجاج پاس بھیجدیا اور اس نے تحصیل مال کرنے کے لئے معتمدوں کو مقرر کیا [...]چھہ مال وصول کیا (مال اس خراج سے مراد ہے جو زمین کی پیداوار پر لیا جاتا تھا۔) سعید کو [...]ا بدنصیبی سے حرث کے بیٹوں معاویہ و محمد سے جنکے نام سے اول علافی لگایا جاتا تھا مقابلہ [...]پڑا۔ یہ علافی علاحت کی اولاد میں سے تھے۔ سفہوی جنکی جان سعید نے لی تھی وہ ان علافیوں کا رشتہ دار تھا

اسلئے علافیوں نے سعید پر حملہ کیا اور اُسکو پکڑ کر بدن کی کھال اُتروائی۔ اور مکران پر قبضہ کر لیا حجاج نے یہ سنکر سلیمان علافی کو جو علافیوں کے قبیلہ کا ایک سردار تھا حکم دیکر قتل کرا دیا اور اُس کے سر کو سعید کے اہل و عیال کے پاس بھجوا دیا جسے دیکھہ کر وہ شاد شاد ہوئے۔ اسلئے حجاج نے عبدالرحمن بن عباس کو علافیوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ علافیوں نے اسے مار ڈالا۔ حجاج نے جب مجاعہ بن سعید کو خراسان میں حاکم مقرر کیا تو اُس سے علافیوں نے اپنا مناسب جانا وہ ۸۵ھ میں بھاگ کر ملک سندھ میں راجہ داہر پاس چلے آئے جسنے انپر یہ مہربانی کی کہ انکو نوکر رکھہ لیا۔ یہ علافی سندھ میں جبتک رہے کہ یہاں محمد قاسم آیا۔ مکران میں مجاعہ ایک سال حاکم رہا اور پھر بیمار ہو کر اس دنیا سے سفر کر گیا۔ اسی سال میں عبدالملک کا بھی انتقال ہوا+

خلیفہ ولید [illegible] ۸۶ھ–۹۶ھ

اس خلیفہ کی خلافت بڑی شان و شوکت و جلالت و سطوت کی ہوئی سلطنت اسلامیہ نے وسعت عظیم پائی۔ مجاعہ کے بعد حجاج نے محمد بن ہارون کو سرحد ہند پر حاکم مقرر کیا تھا اور اُس کو اختیار مطلق دیدیا تھا کہ یہاں جو چاہے سو کرے اُسکو حکم تھا کہ وہ علافیوں کو جسطرح چاہے گرفتار کر کے سعید کے خون کا انسے انتقام لے اُسنے خلیفہ کے حکم سے ایک علافی کو قتل کر کے اُسکا سر حجاج پاس بھیجا اور اُسکے ساتھہ خط میں یہ لکھا کہ اگر میری عمر نے وفا کی اور نصیبہ نے یاری دی تو علافیوں میں سے ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا۔ کوئی کہتا ہے کہ پانچ سال تک کوئی کہتا ہے کہ پانچ مہینہ تک وہ دریاؤں اور صحراؤں کو فتح کرتا پھرا+

حجاج یہ چاہتا تھا کہ فقط عراق ہی نہیں بلکہ جتنا ملک اہل ایران کے اختیار میں تھا وہ سارے کا سارا میرے قبضہ اقتدار میں ہو اسلئے اُس نے ایک لشکر قتیبہ کو حوالہ کیا جس نے خوارزم کو [illegible] بخارا۔ خجند۔ شاش۔ ثمرقند۔ فرغانہ کو فتح کیا اور کاشغر تک پہنچا جہاں شاہ چین کے معرفت اُس سے عہد و پیمان ہوئے ایک اور لشکر شاہ کابل کے راجہ سے لڑنے کے لیے بھیجا [illegible] لشکر اُسنے دریا سندھ کے نیچے مکران کو روانہ کیا+

اس آخر فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ راجہ سراندیپ (سی لون۔ لنکا) نے یہ چاہا کہ میں بھی حجاج حاکم عراق کا مورد عنایت و مکرمت بنوں اُسنے آٹھہ جہازوں میں بہت سے تحائف بھرے۔ جنمیں

لونڈی غلام بھی تھے۔ اُسکی عملداری میں جا کر مسلمان رہتے تھے اور اُنکے بچے یتیم ہو گئے تھے وہ بھی
ان جہازوں میں سوار تھے اور حج کے ارادہ سے بھی کچھ مسلمان اُن میں بیٹھے تھے۔ یہ جہاز جب
قادرون میں پہونچے تو باد مخالف نے انکو راستے سے برگشتہ کر کے ساحل دیبل پر پہونچا دیا
یہاں بحری قزاق رہتے تھے + انہوں نے آٹھوں جہازوں کو پکڑ لیا۔ تمام مال اسباب لوٹ کر
اور عورتوں مردوں بچوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ ہر چند شاہ سراندیپ کے معتمدوں نے اور عورتوں نے
اُنسے کہا کہ یہ مال اسباب خلیفہ وقت کے نذر کے لئے لئے جاتے ہیں مگر اس داد فریاد پر لٹیروں نے کچھ التفات
نہیں کیا اور کہا کہ اگر کوئی تمھارا فریاد رس ہو تو بلاؤ اُس پر ایک عورت نے کہا کہ یا حجاج حجاج اغثنی
بھاگ کر جو لوگ بچے تھے وہ اور آرد بیل کے لوگ حجاج پاس آئے اور انھوں نے یہ سارا حال بیان کیا
کہ مسلمانوں کی عورتیں فریاد کر رہی ہیں کہ یا حجاج اغثنی (اے حجاج مجھہ کو بچاؤ) یہ سُن کر حجاج
نے داہر کے پاس سفیر روانہ کیا۔ اور محمد بن ہارون کو بھی لکھا کہ وہ اس سفیر کے ساتھ اپنے معتمد
ہمراہ کر کے داہر پاس بھیجے تاکہ وہ گرفتار مسلمان عورتوں کو خلاص کرے اور تحائف دار الخلافہ
کو واپس کرے۔ داہر کے پاس حجاج کا خط یہ سفیر لایا تو اُس نے خط کو سنکر یہ معذرت نامہ لکھا یا کہ
سمندری چوروں نے جہاز کا مال اسباب لوٹا ہے اور عورتوں کو گرفتار کیا ہے۔ اُن پر میرا بس کچھ نہیں
چلتا اور کوئی اُنسے زیادہ قوی ہند میں نہیں ہے۔ وہ میری حکومت کو کچھ نہیں گنتے۔ اب حجاج
کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے خلیفہ عبد الملک کو لکھا کہ ہند و سند پر غزا کی اجازت دیجے مگر
خلیفہ نے اجازت نہیں دی۔ پھر دوبارہ اجازت مانگی تو خلیفہ نے دیدی۔ پس حجاج نے عبد اللہ
بن نابہان اسلمی کو دیبل پر روانہ کیا۔ یہاں اسکو شکست ہوئی اور اُسکی جان بھی گئی +
پھر حجاج نے بدیل کو جسکی قوم بجالی تھی لکھا کہ وہ مکران کو جائے۔ محمد ہارون کو حکم ہوا کہ سندھ
پر چڑھنے کے لئے تین ہزار سپاہ تیار رکھے۔ عبد اللہ بن قحطان کو حکم کیا کہ وہ عمان کی طرف سے
وہاں پہنچے۔ یہ چلکر نیرون میں بدیل سے ملا۔ بدیل تین سو آدمی لیکر مکران سے چلا۔ راہ میں محمد ہارون
کا لشکر ملا۔ غرض یوں دیبل پر بدیل پہنچا۔ وہاں داہر کا بیٹا جو سبہ چار ہزار اسپ و شتر سوار لئے
ہوئے جلد آن پہنچا۔ صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ بدیل کا گھوڑا ہاتھیوں کے ڈر کر بگڑ گیا تھا

اسپر اندھیری لگائی گئی۔ میدان جنگ میں بدیل نے داد مردانگی دی مگر گھوڑے کی شرارت سے وہ نیچے گرا۔ دشمنوں نے اُسے گھیر کر شہید کیا۔ اور مسلمانوں کو خوب مارا۔ (مقام جنگ میں مورخین کا اختلاف ہے کوئی اس کو دیبل بتاتا ہے کوئی اور مقام) ۔ جے سیہ نے دیبل میں ہاتھیوں اور لشکر کو متعین کیا +

حجاج کو جب بدیل کی شہادت کی خبر پہونچی تو نہایت غمگین ہوا۔ موذن کو حکم دیا کہ جب اذان دے تو مجھے بدیل کا نام یاد دلاوے کہ میں انتقام لوں۔ اس لشکر شکست یافتہ میں سے ایک شخص حجاج پاس آیا۔ اُس نے جنگ کا حال بیان کیا اور اس میں ذکر کیا کہ بدیل بڑی شجاعت دکھا کر کشتہ ہوا۔ میں وہاں حاضر تھا جب وہ اپنے یہ کہانی کہہ چکا تو حجاج نے کہا کہ اگر تو مرد شجاع ہوتا تو بدیل کے ساتھ جان دیتا۔ اس قصور میں کہ تو زندہ رہا وہ کشتہ ہوا میں تجھے سزا دیتا ہوں +

جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو اہل نیرون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مسلمان بیشک انتقام اس مہم کا لینگے اور ہم انکی گذرگاہ میں بیٹھے ہیں۔ اول وہ ہم کو پامال کرینگے۔ اسوقت یہاں کا والی ملک سمنی تھا یعنی بدھ مذہب کا رکھنے والا۔ اُسنے واہرسے مخفی اپنے معتمدوں کے ہاتھ حجاج پاس پیغام بھیجا اور امان نامہ کی درخواست کی اور مال گزاری اپنے اوپر مقرر کر کے عہد کیا کہ وہ ہمیشہ ادا کی جائیگی۔ حجاج نے فوراً امان نامہ لکھ دیا اور اپنے عہد واثق سے انکا دل قوی کر دیا اور اُنسے کہا کہ ہمارے قیدیوں کو خلاص کرا دو وگرنہ چین تک کسی کافر کو حسام اسلام زندہ نہیں چھوڑے گی

عامر بن عبداللہ نے کہا کہ ولایت ہند کی تولیت مجھ کو سپرد ہو۔ حجاج نے کہا کہ مجھ کو یہ علم ہے مگر منجموں نے یہ حکم لگایا ہے کہ ولایت ہند عماد الدین محمد قاسم کے ہاتھ سے فتح ہوگی +

محمد قاسم کو کوئی محمد بن قاسم ثقفی اور ابوالفدا محمد بن القاسم لکھتا ہے۔ اس وقت محمد قاسم ایک نوجوان سترہ برس کا تھا۔ وہ حجاج کا چچازاد بھائی اور داماد تھا۔ اور ملک فارس میں نہایت عقل و فراست و شجاعت سے کام کر رہا تھا۔ ہند کی مہم اعظم جو اُسکے حوالہ ہوئی معلوم نہیں کہ اسمیں حجاج کی اس قرابت کو کتنا دخل تھا اور اُسکی فرزانگی و دلاوری کا کتنا اثر تھا۔ مگر اس تقرر میں خواہ اسکا سبب کچھ ہی ہو۔ حجاج کی پرلے درجہ کی دانائی اور روشن ضمیری معلوم ہوتی ہے کہ اس نے فتح ہند کے واسطے

نیرون والوں کا مطیع ہو جانا

[illegible]

ایسا شخص لاؤ مقرر کیا کہ سب طرح سے لائق تھا +

ولید خلیفہ وقت کے حجاج نے درخواست کی کہ فتح ہند کی اجازت دیجے خلیفہ نے یہ حکم دیا کہ وہاں کی قوم مخالف ہے اور ولایت دور دست ہے اُسکے واسطے لشکر کی تیاری اور اسباب جنگ کی درستی میں زر کثیر صرف ہوگا اور اِس میں محنت و تکلیف بہت اُٹھانی پڑے گی۔ اسلیے اُسمیں توقف کرنا چاہیے وہاں ہر دفعہ لشکر جاتا ہے اور مسلمان ہلاک ہوتے ہیں جب خلیفہ کا حکم حجاج پاس آیا تو اُس نے دوبارہ لکھا کہ اے امیر المومنین بہت سے مسلمان کافروں کے ہاتھ میں قید ہیں اور لشکر اسلام کو اُنھوں نے ہزیمت دی ہے اُنسے انتقام لینا ضرور چاہیے۔ فرمان میں جو یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ولایت دور دست ہے اور لشکر اور اسباب حرب کی تیاری میں زر کثیر صرف ہوتا ہے ہمارے پاس سب طرح کا سامان جنگ موجود ہے روپیہ کی خرچ کی بابت جو لکھا ہے اُسکی نسبت گذارش یہ ہے کہ جتنا روپیہ اِس مہم میں خرچ ہوا اُس سے دوچند حضور کے خزانہ معمور میں داخل کرنے کو میں موجود ہوں جب عرضداشت خلیفہ کے پاس پہنچی تو اُسنے سفر ہند کی اجازت لشکر کو دیدی۔ پھر حجاج نے یہ عرضی بھیجی کہ حضور نے میری درخواست کی منظوری میں شرف فرمایا اب چھ ہزار مردوں کو رؤساء شام میں سے حکم فرمایئے کہ وہ سب طرح سے اپنا سامان درست کر کے میرے پاس آئیں تاکہ ہر ایک ہم میں واقف ہوجاوے۔ پس چھ ہزار سپاہ شام سے حجاج پاس آگئی۔ اُس نے اُس سپاہ کو نصیحت کی کہ تم محمد قاسم کے ساتھ وفادار رہو اور جنگ و پیکار میں عزت و شجاعت کے ساتھ قائم رہو +

جمعہ کے روز یہ خطبہ حجاج نے پڑھا کہ زمانہ دور کر رہا ہے اور حرب ہی ہمارا فخر ہے تیغ دو رو ہر روز ہماری روزی رساں ہے ہم خداوند عزوجل کی ستائش زبان سے اور شکر دل سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو عظمت تام ہمیشہ ارزانی کرتا ہے اور کسی دروازہ کو ہم پر بند نہیں کرتا۔ وہ بدیل کی مفارقت کی آواز کو گوش دل میں پہنچاتا ہے اور اُسکے لشکر کی مصائب کو یاد دلاتا ہے۔ میں اسد سچ کہتا ہوں کہ تمام عراق کا مال اور جو کچھ میرے پاس ہے اُسکو اِس کام میں جب تک خرچ کیے جاؤنگا کہ میں انتقام نہ لے لوں گا اور اپنی آتش غضب کو نہ بجھالونگا +

حجاج نے محمد قاسم کو سوار کرایا اور بہت سے صدقات دیے۔ لشکر کو بہت سامان دیکر مستظہر کیا۔

سفر ہند و سند پر اسکو نامزد فرمایا۔ محمد قاسم سے کہا کہ راہ شیراز سے باہر جاؤ اور بہ تدریج منزل بہ منزل ہوتا تاکہ سارا لشکر شیراز میں جمع ہو جاوے پس محمد قاسم نے نیک ساعت میں شیراز میں اقامت کی جبتک کہ سارا لشکر عراق اور شام کا اس پاس جمع ہو گیا۔ قلعہ کشائی کا سارا سامان منجنیق وغیرہ کو حجاج نے کشتیوں میں لادوا دیا۔ ابن خزیمہ بن غیرہ کو سرے کی کشتی پر شحنہ مقرر کیا۔ اور محمد قاسم کو لکھ بھیجا کہ وہ تجھے دیبل میں ملیگا۔ وہاں اسکے پہنچنے تک توقف کرنا۔ اس لشکر کے لئے آسائش آرام کا اسباب مہیا کیا گیا تہا کہ سوئی تاگا تک اسکے ساتھ تھا۔ چار سوار ونکو ایک اونٹ ملا تھا کہ اپنا اپنا اسباب لادیں۔ اُسنے سارے لشکر کو نصیحت لکھی کہ خدا تعالی سے ڈرتے رہو صبر کرتے رہو۔ دشمن کی ولایت پہونچو تو صحراؤں میں کشادہ جگہ میں اترو جنگ کے وقت جب ہاتھیوں کی فوج سامنے آئے تو الگ الگ ٹکڑیاں بنالو اور جب وہ حملہ کریں تو ایک جگہ قائم ہو کر اُنپر تیر برساؤ۔ برگستوانوں کو شیر اور ہاتھی کی شکل بنوؤ۔ غرض اور خطوط حجاج کے شیراز میں پہونچے اور وہاں اتنا لشکر اُس پاس جمع ہو گیا کہ چھ ہزار سوار چھ ہزار جمازہ تین ہزار شتر بختی بارکش تھے +

محمد قاسم کا مکران میں پہنچنا۔

محمد قاسم جب مکران میں پہنچا تو محمد ہارون سے اُسنے ملاقات ہوئی وہ پیادہ پا محمد قاسم کے ساتھ چلا تو اسکو سوار کرایا جب منزل میں اپنے گھوڑوں میں اترے تو اُس پاس بہت سے تحفہ تحائف و نزل بھیجی۔ محمد قاسم نے اس تواضع و لطف و کرم کے سبب سے بڑا نام پایا۔ اسی اہلیت و عقل و صلح کل ہنر و کفایت کے سبب سے وہ ملک سندہ کا مالک ہوا۔ مکران سے محمد قاسم ارمابیل کی طرف روانہ ہوا محمد ہارون اگرچہ علیل تھا مگر اسکے ساتھ ہمراہ ہوا۔ ارمن بیلہ کی منزل پر پہنچ کر اس دنیا سے سفر کر گیا۔ اور یہیں مدفون ہوا۔ ارمن بیلہ کو محمد قاسم نے فتح کر لیا +

ارمن بیلہ سے محمد قاسم کا دیبل روانہ ہونا۔

ارمن بیلہ (ارمابیل) سے محمد قاسم مع لشکر دیبل کی طرف روانہ ہوا۔ اُس وقت جی سیا داہر کا بیٹا نیرون میں تھا اُسنے باپ کو لکھا کہ محمد قاسم عرب کا لشکر لے کر سواد دیبل میں آگیا ہے اُسکی جنگ کے واسطے اجازت ہو تو جاؤں۔ داہر نے علافیوں کو بلا کر صلاح پوچھی۔ علافیوں نے داہر سے عرض کی کہ محمد قاسم عمزاد حجاج کا ہے لشکر جرار اُس کے ساتھ ہے۔ اس میں شجاعان نامدار و امیرزادگان دلیر اور گھوڑے اور اسلحہ حرب عمدہ اُن پاس موجود ہیں۔ ہرگز ہرگز اُنسے مقابلہ نہ کیجئیگا

اسی وقت ایک شامی آیا ہے وہ کہتا تھا کہ ہر سوار عرب داہر سے انتقام لینے آیا ہے داہر نے سب کو لڑائی سے منع کیا
محمد قاسم نے ارمن بیلہ کو جب فتح کیا تھا تو یہاں حجاج کا حکم یہ آیا کہ سندھ و سواد دیبل میں منازل
و مراحل میں تم ہمیشہ دشمنوں سے ڈرتے رہا کرو جہاں اترو وہاں ایک خندق اپنے لشکر کے گرد
کھود لیا کرو کہ وہ تمہاری محافظ ہو اکثر جاگتے رہا کرو ہمیشہ تلاوت قرآن میں مصروف رہا کرو دعائیں
پڑھتے رہا کرو خدا تعالی کا ذکر ہر وقت زبان پر ہو توفیق الٰہی سے نصرت کے خواہاں ہو خدا عزوجل
تجھ کو نصرت دیگا لا حول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم کو اپنا مددگار بناؤ جب دیبل میں پہنچو تو بارہ گز
عرض کی چھ گز عمیق کی خندق کھودو جب دشمنوں سے مقابلہ کرو تو خاموش رہو اگر دشمن نعرہ ماریں
اور فحش بکیں اور لڑنے آئیں تو انسے نہ لڑو جب تک میرا حکم نہ پہنچے میں اپنے مکتوبات میں جو اپنی رائے
اور تدبیر بتلاؤں اسی کو تم اپنے لئے صواب جانو وہی تمہارے لئے کافی ہے +

محمد قاسم نے دیبل کے پاس اپنے لشکر کے مقدمہ ساقہ میمنہ و میسرہ و قلب میں لشکر کو تقسیم کر کے
انکے افسر نہایت شجاع و دلیر مقرر کئے جمعہ کے روز محرم سنہ ۹۳ھ کو ہتھیاروں کی کشتیاں خریم ابن مغیرہ
لیکر آگیا اور حجاج کا نامہ بھی لایا جسمیں محمد قاسم کو لکھا تھا کہ میں تیرے پاس ایسے بزرگوں کو بھیجتا ہوں
کہ انمیں سے ایک عبد الرحمن بن سلم الکلبی ہے کہ بہت دفعہ شجاعت و مردانگی میدان کارزار میں
دکھائی کہ دشمنوں کا منہ نہیں پڑتا تھا کہ اسکے سامنے آئیں وہ بڑا تجربہ کار و آزمودہ کار ہے دوسرا
سفیان الابرو ک ہے کہ فرزانگی و مردانگی راست گوئی میں کامل ہے جو کام اسکو سپرد کیا جاتا ہے اسمیں
شرط فرمانبرداری و وفاداری بجا لاتا ہے تیسرا عجاشع بن ثوبہ بڑا معتمد و امین ہے خریم بن مغیرہ ایسا
شیر دل ہے کہ لڑائی کے وقت متفکر نہیں ہوتا غرض یہ سب اصحاب ایسے مقرر کئے ہیں کہ تجھ سے مخالفت
نہیں کرینگے اور نہ دشمنوں سے مخالطت کرینگے میرے خط کا جواب اور تمام امور کی روئداد شرح و بسط سے جلد تر لکھ
بھیجو یونہیں قاسم کو حجاج بہت دوست رکھتا تھا ہمیشہ اسکے لئے صدقے دیتا اور دعا مانگتا +
محمد قاسم نے لشکر اسطرح آراستہ کر کے اسکے گرد خندق کھودی نیزہ بردار اسکے محافظ مقرر کئے جا بجا علم
ایستادہ کئے ہر علم کی ایک فوج متعین تھی وہ جدا جدا اپنے علم کے نیچے تقسیم تھی منجنیق کشتیوں سے
اتار کر درستی سے لگائے گئے انمیں ایک منجنیق خاص امیر المومنین تھا جسکا نام عروس تھا اس کو

پانسو آدمی کھینچتے تھے تو اُسے سنگ اندازی ہوتی تھی۔ چار اور منجنیق تھے۔ دیبل میں ایک بت کدہ تھا
اسکا ایک گنبد بڑا بلند تھا اُسپر ایک جھنڈا لگا ہوا تھا حریر سبز کا پھریرا تھا اسکے چار حصے تھے جب
اسکو کھول دیتے تھے تو وہ شہر کی چاروں طرف پھرتا تھا۔ جب دیبل کے سامنے کشتیوں میں لشکر اسلام
آیا تو اُسے کھول دیا اسکے کھلتے ہی سب اہل حصار لڑنے کو آمادہ ہوئے۔ سات دن تک لڑائی ہوتی رہی
آٹھویں روز لشکر اسلام حملہ کر رہا تھا کہ ایک برہمن حصار میں سے باہر آیا اور جان کی امان مانگ کر یہ کہا کہ امیر
عادل کو ہمیشہ بقا ہو ہماری جوتش کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ولایت سندھ کو لشکر اسلام فتح کریگا۔ مگر
یہاں ایک ایسا طلسم ہے کہ جب تک اسکو نہ توڑو گے تو حصار کا فتح ہونا ناممکن ہے جس وقت اس جھنڈے کو توڑ دو گے
حصار کو فتح کر لو گے۔ یہ سنکر محمد قاسم نے جعونہ منجنیقی کو حکم دیا کہ منجنیق لگا کے اس جھنڈے کو توڑو گے
تو میں تمکو دس ہزار درم انعام دونگا جعونہ نے اقرار کیا کہ ابھی اسے توڑتا ہوں اگر اسے نہ توڑوں تو آپ میرے
ہاتھ کاٹ ڈالیئے۔ اسی اثناء میں ایک جوتشی آیا اُسنے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اس ملک کی بادشاہی
مسلمانوں کے ہاتھ لگیگی اسلیئے جو مسلمانوں کے قیدی ہیں اُنکو یہ کہہ کر تقویت دی جاتی ہے۔ اگر میری اور
میرے اہل وعیال کی جان مال کی امان دیجیے تو مسلمان قیدیونکو آپ کی خبر سنا کر قوی دل کر دوں
محمد قاسم نے اُسکو امان دیکر قیدیوں کے پاس بھیجا جسنے جا کر اُنکے دل کو تسکین و تسلی دی۔ نویں روز
جعونہ نے منجنیق کو درست کر کے لگایا۔ حجاج کو یہاں کا حال ذرہ ذرہ تیسرے روز لکھا جاتا تھا اور آیندہ
کے لیئے صلاح و تدبیر پوچھی جاتی تھی جعونہ اور اس سے جو شرط ٹھہری تھی اُس سے بھی اطلاع دی تو اُسکا
جواب وہاں سے یہ آیا کہ جب لڑو تو آفتاب کو پس پشت رکھو تا کہ دشمن تمہاری آنکھوں کے سامنے ہو۔ اول روز
لڑا کر منجنیق کو مشرق کی طرف لگاؤ اور اُسکے پاؤں کو چھوٹا کر دو اور جعونہ سے کہو کہ جھنڈے کو نشانہ بنا کے
اُڑا دے۔ غرض جعونہ نے اول نشانہ میں جھنڈے کو اُڑا دیا۔ اس جھنڈے کا اُڑنا کیا تھا گویا کہ دشمنوں کا
دل ٹوٹنا تھا۔ محمد قاسم نے حصار کے شمالی و جنوبی و شرقی و غربی برجوں کے لیئے سپاہ حملہ آوری کی متعین کی
وہ زینے لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اول شخص جو چڑھا وہ خزیمہ کوفی تھا اُسکے بعد عجل بن عبد الملک
بصری تھا۔ غرض حصار فتح ہو گیا۔ محمد قاسم بتخانہ پر گیا تو پجاریوں نے دروازہ بند کر کے یہ چاہا
کہ جلکر خاک ہو جائیں۔ دروازے پر دو آدمی تھے اُنکو قتل کیا۔ سات سو یا چار سو عورتیں بدھ کی

خدمت میں ہتی تھیں اور زر و زیور سے آراستہ تھیں وہ بندی میں آگئیں تین روز تک ہتیار بند سپاہی قتل ہوتے رہے۔ برہمن جو محمدؐ قاسم پاس آیا تھا اور ان قیدیوں کی خبر لایا تھا جو سراندیپ کے جہازوں میں سے گرفتار ہوئے تھے۔ اُس کو محمدؐ قاسم نے بلوایا۔ اُس نے آن کر عرض کی کہ دیبل کے قلعہ میں جو عورت مرد مسلمان قید تھے وہ خلاص ہو کر قید خانے سے باہر ہو گئے ہیں محمدؐ قاسم نے ان قیدیوں کو اپنے لشکر میں بھیجدیا کہ آسائش و آرام کریں اور اُس شخص کو بلایا جسکی حراست میں بہ ہمہ قید میں رہتے تھے یہ شخص ایک پنڈت تھا جو نہایت عادل عالم ادیب تھا جب وہ آیا تو امیر محمدؐ قاسم نے اُسکو سزا کا حکم دیا تو اُس نے بہ منت عرض کی کہ آپ ان قیدیوں سے پوچھیے کہ میں نے انکے ساتھ کیا سلوک کیا محمدؐ قاسم نے قیدیوں سے پوچھا سب نے بالاتفاق یہ کہا کہ اِس نے ہمارے ساتھ ایسی تواضع و مدارات کی ہے کہ ہم اِسکے ستائش گر ہیں اور وہ ہمیشہ لشکر اسلام کی خوشخبری سے ہمارے دل کو تسکین دیتا تھا محمدؐ قاسم نے اس پنڈت سے کہا کہ تم اسلام قبول کرو۔ اُس نے اسلام قبول کیا۔ محمدؐ قاسم نے اُسکو اپنا نائب دیبل میں مقرر کر دیا کہ انتظام کرے اور حمید بن وداع کو شحنہ یہاں کا مقرر کیا۔ یہاں چھاؤنی ڈالی اور اس میں چار ہزار مسلمانوں کو آباد کیا اور ایک مسجد بنوا دی +

نقود و غنائم و بردہ بہت کچھ ہاتھ آیا۔ پس خمس اسکا خزانہ حجاج میں تحویل ہوا اور حاکم دیبل کی دو لڑکیاں حجاج کے پاس بھیجی گئیں اور باقی غنیمت بطریق استحقاق اس طرح تقسیم ہوئی کہ سوار کو دو سہم اور اشتر سوار و پیادہ کو ایک سہم +

جب راجہ داہر کو خبر پہونچی کہ لشکر اسلام نے دیبل کو فتح کر لیا تو اُسنے حاکم نیرون کو لکھا کہ دریاء مہران سے عبور کر کے برہمن آباد میں آئے اور حفظ حصار میں سعی کرے۔ اور محمدؐ قاسم کو یہ خط لکھا +

خط داہر داہر بادشاہ ہند و فرمان دہ بحر و بر کا یہ خط ہے۔ بجانب مغرور و مفتون محمدؐ قاسم کہ جو مارنے اور قتل کرنے پر حریص ہے اور بے رحم ایسا ہے کہ اپنے لشکر پر بھی رحم کرنا نہیں جانتا۔ پہلے بھی مسلمانوں کے دماغ میں یہ خبط سمایا تھا کہ ہند و سند کو فتح کیجیے لشکر جو حملہ کے لیے آیا تھا اُس کو ٹھاکروں نے کہ شکار کے لیے دیبل میں گئے تھے اُسکو شکست دیکر پریشان کر دیا۔ اب تیرے دماغ میں یہ سودا ابھرا اُچھلا ہے کہ لشکر لیکر ہم سے لڑنے آیا ہے۔ دیبل کو جسمیں اہل تجارت و اہل حرفہ و پیشہ

رہتے ہیں فتح کرکے اترایا ہے۔ دیبل نہ کوئی حصن حصین تھا نہ کوئی وہاں لشکر باتمکین تھا جو لشکر اسلام سے مقابل ہوتا۔ اگر وہاں ہمارے نامور لشکر آرا ہوتے تو مسلمانوں کا نشان نہ چھوڑتے۔ راجہ جو سیہ کر روے زمین پر بادشاہ اسکے آگے سر جھکاتے ہیں زمانے کے بڑے بڑے جبار اُسکے آگے کانپتے ہیں ہندوستان کے تمام فرمانروا اُسکے آستانہ پر افتخار رگڑتے ہیں بلاد مکران وتوران کے باشندے اسکے طوق اطاعت کو گردن کا پیرایہ جانتے ہیں وہ صاحب صدہا زنجیر فیل مست اور راکب فیل سفید ہے جسکے آگے گھوڑوں کی کیا مجال جو ٹھہر سکیں اگر میں اُسکو اجازت دیبل پر لڑنے کی دیتا تو کسی لشکر کی کیا مجال تھی جو وہاں قدم بھی رکھہ سکتا۔ اب تو خواب غرور میں سو نہیں تو تیرا حال بھی وہ ہوگا جو بدیل کا ہوا کہ ہمارے ہاتھہ سے بچ کر نہ جاسکے گا + فقط

جب محمد قاسم پاس خط آیا تو دبیر کو بلا کر اسکا ترجمہ سُنا اور یہ جواب لکھایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے محمد قاسم ثقفی کی طرف سے کافر جاہل متکبر و منکر داہر کی طرف جو کچھہ تو نے اپنی جہالت و حماقت و نخوت سے لکھا وہ اور جو کچھہ اپنی قوت و شوکت اور فیل و سوار لشکر کی کثرت کا بیان کیا وہ ہم کو معلوم ہوا ہم کو صرف کرم الٰہی پر توکل ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پر عمل ہے ہم فیل کو ذلیل جانتے ہیں جو ایک مچھر کو اپنے اوپر سے نہیں اُڑا سکتا۔ ہم گھوڑوں کی کچھہ اصل نہیں جانتے ہم تو صرف خدا تعالے پر بھروسا رکھتے ہیں ہم نے جو تجھہ پر لشکر کشی کی تیری اس بدافعالی کے سبب سے کی ہے کہ تو نے سراندیپ کے جہازوں کا مال جو خلیفہ کی نذر کے لیے جاتا تھا لوٹ لیا مسلمانوں کو قید کرکے لونڈی غلام بنایا۔ آج ہمارے خلیفہ کے فرمان کا ادب ساری دنیا کرتی ہے مگر تو نے اسکا کچھہ لحاظ دو پاسخ کیا اسلئے دار الخلافہ سے فرمان صادر ہوا کہ تیری ان افعال کا انتقام لیا جائے اور میں تجھہ سے لڑوں۔ خدا تعالی مجھے جس موقع پر تو میرے مقابل ہو ظفر و منصور کرے میں تیرا سر کاٹ کے خلیفہ کے پاس بھیجوں یا راہ خدا میں شہید ہوں یہ سعادت ہے جس سے بہتر نہیں۔ رضاء الٰہی کے لیے یہ کام ہم نے کیا ہے خدا ہی سے امید ہے کہ فتح و نصرت ہم کو وہ دے گا انشاءاللہ تعالی فقط سنہ ۹۳ھ

جب دیبل فتح ہوگیا تو محمد قاسم نے اُدھر کشتیوں میں منجنیقوں کو لدوا کر سندھ ساگر کے دریا میں روانہ کیا اور اُدھر خود خشکی کی راہ سے سیسم کی طرف روانہ ہوا جب یہاں پہنچا تو امیر حجاج کا

دیبل سے نیرون کو محمد قاسم کا جانا +

فرمان یہ آیا کہ حجاج بن یوسف کی طرف سے محمد قاسم کو معلوم ہو کہ میرا استفسار خاطر یہ ہے کہ تجھ کو خدا تعالیٰ اسی جگہ مظفر و منصور کرے اور تیرے دشمنوں کو مغلوب۔ یہ جو مال متاع و فیل و اسباب تیرے ہاتھ آتے ہیں اسکو تو اپنا مت خیال کر تجھکو چاہیے کہ یاروں کے ساتھ نیک زندگانی بسر کر۔ ہر ایک کا احترام و خاطر داری کر جن چیزوں کی لشکر کو احتیاج ہو اُسکے رفع کرنے میں کوشش کر۔ مال غنیمت سپاہیوں کو دیدے۔ ایسی فیاضی کر کہ تیرے لشکر میں غلہ ارزاں ہو جب مملکت پر حکومت مسلم ہو جائے اور قلعے مضبوط و استوار ہو جائیں تو جو کچھ بچے اُسکو رعایا کی رفاہ و بہبودی میں خرچ کرنے کے اندر دریغ نہ کر زراع و صناع و تجار کی مرفہ حالی سے ملک مزروع و معمور ہوتا ہے اُنکے ساتھ رعایت کر کہ وہ تیری طرف راغب مائل ہو جائیں۔ تاریخ تحریر ۳۰۔ رجب ۹۳ سنہ ہجری +

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ جب لشکر عرب کو شکست ہوئی تھی اور بدیل شہید ہوا تھا تو اہل نیرون نے امان نامہ حجاج سے لکھا لیا تھا۔ دیبل سے نیرون ۲۵ فرسنگ تھا چھ روز میں اس سفر کو ختم کر کے ساتویں روز یہاں محمد قاسم پہونچا۔ لشکر میں پانی کا کال تھا محمد قاسم نے دوگانہ نماز ادا کر کے مینہ کی دعا مانگی خدا کے حکم سے مینہ برسا۔ سارا شہر سیراب ہو گیا۔ اہل نیرون نے حصار کا دروازہ بند کر لیا۔ اُن کا سردار سمانی یہاں نہیں تھا۔ سامان رسد کا اندیشہ محمد قاسم کو ہوا۔ پانچ چھ روز بعد سمانی نے دو مقدم اور فرمان حجاج اور سامان رسد محمد قاسم کی خدمت میں بھیجا۔ یہ زبانی پیغام کہلا بھیجا کہ یہاں میں حجاج کے فرمان کے بموجب مقیم ہوں اور اُسکی تقویت پر قائم ہوں میں یہاں حاضر نہ تھا داہر کے پاس تھا رعایا نے متردد ہو کر دروازہ بند کر لیا پھر سامانیوں نے دروازہ کھول دیا اور لشکریوں کے ساتھ خرید و فروخت شروع کی محمد قاسم نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ حجاج کو اسکا حال لکھا۔ حجاج نے اسکے جواب میں اہل نیرون کی بڑی استمالت کی اور محمد قاسم پر تاکید کی کہ انکی رفاہ و بہبودی میں سعی کر جو کوئی تجھ سے امان چاہے اُسکو ایمن کر۔ اگر کسی جگہ کے بزرگ اکابر تجھ سے ملیں تو اُنکو خلعت گرانمایہ دینا اور انعام و اکرام سے اُنکو سرافراز کرنا اپنے اوپر واجب سمجھ۔ عقل کو اپنا پیشوا بنانا کہ امارت و ولایت و معارف نواحی کو تیرے قول و فعل پر اعتماد ہو +

محمد قاسم نے حاکم نیرون کو اپنے معتمد و خواص کی زبانی کہلا بھیجا کہ دروازہ کے بند ہونے سے

ہم کو غصہ آیا تھا مگر تیری غیر حاضری کے عذر سُننے سے وہ غصہ فرو ہو گیا اب تیرے اکرام و احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو گا۔ یہ سن کر سمانی حاکم نیرون بہت سے تحائف و نزل لیکر محمد قاسم کی خدمت میں آیا اور پھر اپنے قلعہ میں گیا اور محمد قاسم کی ضیافت کی اور لشکریوں پاس بہت غلہ بھیجا پھر لشکر میں غلہ کی تنگی نہ رہی۔ محمد قاسم نے حصار کے اندر ایک شحنہ مقرر کیا۔ ایک بتکدہ کی جگہہ مسجد بنائی۔ موذن اور امام مقرر کیا۔ یہاں سے سوستان کی طرف کوچ کیا۔

محمد قاسم کا سوستان و جانا و جنگ سوستان

جب نیرون کا انتظام خاطر خواہ ہو گیا تو یہاں سے وہ سمانی کی رہبری سے سوستان کی طرف باقاعدہ منزل بمنزل روانہ ہوا۔ بہرج میں جو ۳۰ فرسنگ نیرون سے تھا پہنچا۔ یہاں سمانی مقدم تھا اور حصار میں راجہ داہر کا بھتیجا چندر کا بیٹا بجھرا حاکم تھا۔ یہاں سمانیوں نے ملکر ایک جلسہ کیا اور بجھرا کو پیغام بھیجا ہمارا مذہب سلامت کا اور دین عافیت کا ہے ہمارے کیش میں مارنا لڑنا روا نہیں ہے خونریزی منع ہے آپ تو کوشک بلند پہ بے خوف و خطر بیٹھے ہوئے ہیں ہم کو خوف ہے یہ لشکر اسلام اس سبب سے کہ ہم تیرے تابع ہیں بیشک ہمارا جان و مال کو لے لیگا۔ یہ ہم کو معلوم ہے کہ محمد قاسم پاس امیر حجاج کا فرمان ہے کہ جو شخص اُس سے امان مانگے اُسکو امن دیکر امین کرے۔ اہل عرب بہت باوفا ہیں عہد و پیمان پر جمے رہتے ہیں ایفاء عہد انکا ایمان ہے۔ اگر آپکے نزدیک مصلحت ہو تو ہم اُن سے موافقت کر کے عہد و پیمان کر لیں بجھرا نے ان کی اس درخواست کو نامنظور کیا۔ محمد قاسم نے ایک شخص کو بطور مُخبر کے شہر میں بھیجا کہ وہ اہل شہر کے مزاج سے اطلاع دے کہ وہ باہم موافق ہیں یا منافق۔ اس مُخبر نے خبر دی کہ اہل حصار باہر لڑنے کے لئے مستعد و مہیا کھڑے ہیں محمد قاسم نے منجنیقوں کو درست کر کے لگوایا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ سمانیوں نے اپنے سردار کو لڑائی سے روکا کہ اس لشکر عرب سے تو مقابلہ جنگ نہیں کر سکتا۔ جان و مال کیوں خطر میں ڈالتا ہے۔ مگر اُسنے رعایا کی مصلحت کو نہ سُنا۔ سمنیوں نے محمد قاسم پاس پیغام بھیجا کہ تمام رعایا کاشتکار و صناع و تجار اور اوباش بجھرا سے ناراض ہیں اور اسکی مطیع نہیں ہیں وہ تجھ سے منازعت و محاربت نہیں کرنی چاہتے۔ یہ سُنکر لشکر اسلام کی اور ہمت بڑھی اور محمد قاسم نے رات دن لڑنا شروع کیا۔ ایک ہفتہ کے اندر اہل حصار نے جنگ کا ہاتھ کھینچ لیا۔ بجھرا نے دیکھا کہ اب حصار

وقت تنگ آگیا ہی وہ رات کو چھپ کر بھاگ گیا اور بدھیہ کے سرحد میں جا پہنچا۔ اُس وقت بدھیہ میں کاکا نامی
کوٹل کا فرمانروا تھا اور وہ سمانی تھا۔ اور اسکا حصن جھین سی سمندری کنبھ کے کنارہ پر تھا۔ وہاں کے
باشندے بجھرہ کے استقبال کو آئے اور حصار کے آگے اُسے اُتارا +

فتح سوستان

جب بجھرا بھاگ گیا تو سمانیوں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کرلی سوستان کے قلعہ میں محمد قاسم
آیا اور یہاں کا انتظام خاطر خواہ کیا۔ اور ملکی منصبوں پر عمال اور نائب مقرر کئے اور اضلاع کے انتظام
اور اختیار اُنکو سپرد کیا۔ جہاں سونا چاندی اُسکو ملا وہ لے لیا اور سیم و پیرایہ و نقود کی گٹھریاں باندہیں
مگر سمانیوں سے جنسے کہ پہلے عہد و پیمان ہو چکے تھے کچھ نہ لیا۔ اور لشکر اسلام جس قدر مال کا مستحق تھا
اسکو دیا۔ غنیمت کا پانچواں حصہ حجاج کے خزانچی کو حوالہ کیا اور نوم عبدالرحمٰن نامزد کیا۔ حجاج کو غنیمت
اور بردہ اور اُسکے ساتھ فتحنامہ بھیجا اور خود سوستان میں ٹھہرا۔ اس خمس اور سپاہ کے حصوں کی تقسیم
سے فارغ ہو کر دو تین روز بعد حصار سیسم کی طرف وہ روانہ ہوا۔ اہل بدھیہ اور سوستان کا راجہ اُس سے
لڑنے کے لئے تیار ہوئے سوستان کی محافظت کے لئے جو لشکر مقرر تھا اُسے چھوڑ کر باقی لشکر
کو وہ ساتھ لیکر نیل بان بر دریائے کنبھ کے کنارہ پہنچا۔ یہاں چاروں طرف اسلام کے دشمن ہی
دشمن تھے۔ ان سب نے جمع ہو کر یہ ارادہ کیا کہ اس لشکر پر شب خون مار کر اسکو پریشان کردیجے +

سرداروں کی ملاقات کاکا کے ساتھ +

بدھیہ کے اکابر اور اعیان کاکا کوٹل کے پاس گئے۔ بدھیہ کے رانا الیو کی نسل سے تھے جو اصل میں
الیو دھار سے ایودھا رنگا کے کنارہ پر ایک نگر ہے۔ لشکر عرب پر شب خون مارنے کے باب میں
مشورہ کیا گیا۔ کاکا نے اپنی رائے یہ ظاہر کی۔ اگر تم شب خون مار سکتے ہو تو مارو نہایت عمدہ تدبیر
ہے مگر ہمارے پنڈتوں اور جوتشیوں نے جو نش کی کتابوں سے خوب حساب کرکے یہ لکھا ہی کہ اس نواح
میں مسلمانوں کی حکومت ہوگی اس نے جاٹوں کی فوج جمع کر کے اُسکا سپہ سالار بھیمن مقرر کیا۔ ایک ہزار
سپاہی دلاور و شمشیر زن اس کے ہمراہ تھے۔ ہر ایک سپاہی کے پاس تلوار تیر و نیزہ و کٹار تھی جب کہ لشکر
رومی سیاہ نے رات کی زنگی سیاہ سے ہزیمت پائی تو لشکر شب خون مارنے کے لئے روانہ ہوا جب وہ
لشکر عرب کے قریب آیا تو راہ بھول گیا رات بھر بھٹکتا پھرا۔ چار فرق جو اس سپاہ کے تھے انہیں مقدمہ
ساقہ کے ساتھ ملا۔ میمنہ میسرہ کے سامنے آیا۔ جنگل میں ہر ایک سر مارتا پھرا جب صبح ہوئی سر اُٹھا کر دیکھا

تو معلوم ہوا کہ وہ سیستم قلعہ کے گرد کھڑے ہیں جب دن ہوا تو وہ قلعہ کے اندر گئے اور سارا حال کاکہ کوتل سے بیان کیا کہ یہ ہماری تدبیر نہ چل سکی۔ کاکہ نے کہا کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں شجاعت و مردانگی و شہامت و فرزانگی میں کیسا نامور ہوں اور میری ناموری میں تم نے کتنی مہمات سرکی ہیں لیکن بعضوں کی کتاب میں علم نجوم سے حساب کے لکھا ہی کہ لشکر اسلام کے ہاتھ ہندوستان فتح ہوگا۔ مجھے اسکا یقین ہی کہ یہی ہو کے رہے گا +

کاکا مع معتمدون و خواص کے لشکر عرب کی طرف چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ وہ بنانہ بن حنظلہ سے ملا جو بیٹیں واس لشکر کا تہا اور دشمن کی سپاہ کا حال دریافت کرنے جاتا تھا۔ کاکا کو وہ محمد قاسم پاس لے آیا۔ محمد قاسم بہت خوش ہو کر اس سے ملا۔ اسنے شبخون مارنے کا حال بیان کیا جو لشکر شبخون مارنے کو چلا تھا خدا تعالٰے نے اسکو گمراہ کردیا۔ ساری رات پریشان پشیمان پڑا پھرا۔ ہمارے نجومی معبروں نے علم نجوم کے موافق یہ حکم لگایا ہی کہ لشکر اسلام کے ہاتھ یہ نواح آئیگی چنانچہ انکے بیان معجز طراز کی تصدیق اس شبخون کے منصوبہ نہ چلنے سے ہو گئی۔ اسکا یقین ہو گیا کہ حکم الٰہی یہی ہے کہ کسی کا مکر و غدر عرب کی طاقت کے آگے نہ چل سکے گا۔ اب ہر طرح سے اپنا اطمینان رکھئے کہ دشمنوں پر آپ کو فتح ہوگی میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور ناصح بن کر ساتھ ہوتا ہوں جہانتک مجھسے ہو سکے گا میں آپ کا یار و یاور رہونگا دشمنوں کے قلع و قمع کے لئے رہبر رہونگا۔ محمد قاسم نے ان باتوں کو سنکر درگاہ الٰہی میں سجدہ شکر ادا کیا۔ خود کاکا کی اور کل اسکے ساتھیوں کی سب طرح سے خاطر جمع کی۔ اسنے کاکا سے کہا کہ اے امیر ہند تیرے ہاں تشریف (خلعت دینے) کا کیا دستور ہے کاکا نے کہا کہ ہمارے ہاں سمانی جاٹوں کی تشریف کی رسم یہ ہی کہ کرسی ملتی ہی۔ جامہ ریشمی ہندی یا حریری پہنایا جاتا ہی اور دستار بندی ہوتی ہی۔ کاکا کو یہ خلعت پہنایا گیا تاکہ نواح کے کل مقدموں اور بزرگوں کو اسکی اطاعت کی طرف رغبت ہوئی جن لوگوں نے موافقت کی انکے دلوں سے اسنے اہل عرب کا خوف دور کردیا اور جنھوں نے مخالفت کی انکو وہ غمالی گرکے راہ پر لے آیا۔ عبدالملک بن قیس شحنہ مقرر ہوا کہ ہر متمرد کو سزا دے۔ کاکا نے ایک دولتمند گروہ کو لوٹا اور انکے زر و جنس و ستور و بردہ و غلہ بہت کچھ لیا جس سے لشکر عرب ایں گائے کا گوشت تک ارزان ہوگیا